تحقیقات دستگیریه

فی

رد هفوات براهینیه

......1883ء......

نحمده ونصلي علي رسوله الكريم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

حمد وصلوٰۃ وسلام! کے بعد واضح ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی جو علماء غیر مقلدین سے ہے غیر اسلامی فرقوں پر دین اسلام کی حقیقت کے ظاہر کرنے کی غرض سے اردو زبان میں ایک کتاب تالیف کی اور اس کا نام ''براهين احمديه علي حقيقت كتاب الله القرآن والنبوة المحمدية'' رکھا اور چاروں حصے اس کے شہر امرتسر میں چھپوائے اور اس کے تیسرے حصے میں دعویٰ کیا کہ کامل ولیوں کا الہام قطع اور یقین کا مفید ہوتا ہے اور باتفاق سواد اعظم علماء کے وحی اصل رسالت کا مترادف ہے۔ چنانچہ اصلی عبارت اس کی رسالہ عربیہ میں منقول ہے۔ پھر بیس ہزار قطعہ اشتہار کا بدیں مضمون چھپوا کر شائع کیا کہ ''کتاب براہین احمدیہ'' کو خدا کی طرف سے مؤلف (یعنی مرزا غلام احمد) نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے اور اس نے اپنے الہامات وخوارق وکرامات واخبار غیبیہ واسرار لدنّیہ وکشوف صادقہ ودعائیں مستجابہ راست ہونے سے دین اسلام کی راستی وصدق ظاہر کیا ہے اور ان خوارق وغیرہ پر آریہ وغیرہ شاہد ہیں۔ جس کا ذکر تفصیل وار کتاب براہین احمدیہ میں درج ہے اور مصنف کو علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدّد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے بشدت مشابہ ہیں اور اس کو خواص انبیاء ورسل کا نمونہ بنا کر برکت متابعت آنحضرت ﷺ کے بہت سے اکابر اولیاء ومانقدم پر فضیلت دی گئی ہے اور مصنف کے قدم پر چلنا موجب نجات وسعادت وبرکت ہے اور اس کی مخالفت سبب بعد وحرمان کا ہے (یعنی حق تعالیٰ کی رحمت سے) ثبوت اور

دلائل اس کے براہین احمدیہ کے چاروں حصص مطبوعہ کے پڑھنے سے جو ۳۷ جزو ہے ظاہر ہوتے ہیں (اور ادنیٰ قیمت اس کی پچیس روپیہ مقرر ہے) پھر اسی اشتہار میں درج ہے کہ اور اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے۔ جس کا خدا تعالیٰ کے روبرو اس کو جواب دینا پڑے گا۔'' الخ المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر پنجاب انتہی ملخصاً۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳ تا ۲۵) پس اس اشتہار کی ترغیب کے سبب صدہا اہل اسلام نے اس کی کتاب خریدی۔ چنانچہ پنجاب وہندوستان وغیرہا میں وہ کتاب بہت مشہور ہوئی۔

اس کے تیسرے، چوتھے حصہ میں مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ بہت سی آیات قرآنی وعبارات عربیہ اس پر الہام ہوتی ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۴۸۵ میں لکھا ہے اور یہ بھی صاف دعویٰ کیا ہے کہ اکثر آیات فضائل انبیاء اس پر نازل ہوتی ہیں۔ اور ان آیات سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مخاطب کیا ہے۔ اور ان خطابات سے وہی مراد ہے۔ اور اکثر الہامی باتیں بلکہ سب کی سب جو اس پر وحی ہوتی ہے۔ پرلے درجے کی اس کی تعریف ہے۔ جس سے نبیوں کے مرتبہ کو اس کا پہنچ جانا نکلتا ہے۔ بلکہ بعض ملہمات سے اس کی انبیاء سے ترقی اور تعلّی سمجھ میں آتی ہے۔ والعیاذ باللہ من ذالک! جیسا کہ دونوں قسم کے ملہمات کا ہم نمونہ ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور جناب رسول خدا ﷺ کے راضی کرنے کی نیت سے ہم ان کا ردّ لکھتے ہیں۔ پہلے قسم کے الہامات کا نمونہ جس کو براہین احمدیہ کا مؤلف کامل الہام اور وحی رسالت کی مانند جانتا ہے یہ ہے ان آیات اور عربی فقرات کا ترجمہ:

(۱)......اے احمد! اللہ نے تجھ میں برکت دی۔ (۲)......تم نے کنکر نہیں پھینکے۔ جب پھینک دیئے تھے لیکن خدا نے پھینکے تھے۔ (۳)......تو ڈراوے ان لوگوں کو جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔ (۴)........اور تا کہ ظاہر ہو کہ گنہگاروں کا راستہ۔ (۵)......تو کہہ دے میں مامور ہوں اور اول ایمان لاتا ہوں ان الہاموں پر۔ (۶)......تو کہہ حق آ گیا اور جھوٹ نابود ہوا۔ جھوٹ نابود ہی ہونے والا ہے۔ (۷)...تو کہہ اگر میں افترا کرتا ہوں یعنی خدا پر پس مجھ پر گناہ ہے۔ (۸)......اور تو اپنے رب کی نعمت سے دیوانہ نہیں۔ (۹)......تو کہہ دے اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔ (براہین احمدیہ ص ۲۳۸، ۲۳۹۔ سے یہ نو ۹ الہام منقول ہوئے ہیں۔ (۱۰)......ہم مسخری کرنے والوں سے تیرے لیئے کافی ہیں۔ پھر ص ۲۴۰ میں یہ پانچ الہام درج ہیں۔ (۱۱)......اور تو کہہ دے تم اپنی جگہ عمل کرو میں بھی عمل کرتا ہوں۔ جلد تم معلوم کر لو گے۔ (۱۲)......وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ اگر چہ کافر نہ پسند کریں۔ (۱۳)......جب آ گئی نصرت اور فتح خدا کی۔ (۱۴)۔ یہ میری پہلی خواب کی تاویل ہے خدا نے اس کو سچ کر دیا ہے۔ پھر ص ۲۴۱ یہ پانچ الہام لکھے ہیں: (۱۵)......تو خدا کا نام لے۔ پھر ان کو چھوڑ دے ان کو اپنی بک بک میں کھیلا کریں۔ (۱۶)...اور ہر گز نہ راضی ہوں تجھ سے یہود اور نصاریٰ۔ اور تو کہہ خداوندا مجھے راستی کی جگہ داخل کر۔ (۱۸)...ہم نے تیری فتح کر دی ہے۔ ظاہر فتح۔ (۱۹)......اور تجھے گمراہ پا کر راستہ دکھلایا۔ پھر ص ۲۴۲ میں تین الہام ہیں: (۲۰)......ہم نے کہا اے آگ تو ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر۔ (۲۱)......اے لحاف پوش کھڑا ہو جا اور ڈرا اپنے رب کی

تحقیقاتِ دستگیریہ

تکبیر کہہ۔ (۲۲)......اور نیکی کا حکم کر اور گناہ سے روک۔ پھر ص ۴۸۶ پر کہا ہے کہ مجھ پر یہ الہام بھی نازل ہوئے ہیں: (۲۳)......اے احمد! تجھ کو خداوند کریم نے برکت دی جو تیرا حق تھا۔ پھر ص ۴۸۹ براہین میں لکھتا ہے کہ: (۲۴)......مجھ کہا تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ میں ہے۔ مولانا فیض الحسن مرحوم سہارنپوری نے اپنے عربی اخبار شفاء الصدور میں لکھا ہے کہ مؤلف براہین (مرزا قادیانی) نے اس الہام میں دعویٰ کیا ہے کہ میرا منکر خدا کی توحید کا منکر ہے۔ انتہیٰ مترجمۃ۔ پھر ۴۸۱ صفحہ میں براہین میں یہ الہام لکھا ہے کہ: (۲۵)......''جب خدا کی مدد آ گئی اور فتح اور تیرے رب کی بات پوری ہو گئی۔ یہ وہ چیز ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔'' اور ان فقرات آیات کا ترجمہ براہین کے ص ۴۹۱ کی سطر ۱۸ اور ۱۹ میں یوں لکھا ہے کہ: ''جب مدد اور فتح الٰہی آئے گی اور تیرے رب کی بات پوری ہو جائے گی تو کفار اس خطاب کے لائق ٹھہریں گے کہ یہ وہی بات ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے''۔ انتہیٰ بلفظہ! ص ۴۹۳ میں براہین والے نے اپنے لئے یہ الہام لکھا ہے: (۲۶)......''دنی فتدلٰی'' پھر نزدیک ہوا اور رلتک آیا ''فکان قاب قوسین او ادنٰی'' پس ہوا قدر دو کمانوں کا یا اس سے بہت نزدیک۔'' پھر ص ۴۹۶ میں اپنے لئے ان الہامات کا دعویٰ کیا ہے کہ: (۲۷)......''اے آدم! تو اپنی زوجہ سمیت بہشت میں رہ۔ اے احمد! تو اپنی زوجہ کے ساتھ بہشت میں مکان پکڑ۔ پھر مراد اس کی یوں لکھتا ہے۔ اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔'' انتہیٰ بلفظہ! پھر ص ۵۰۳ اپنے لئے یہ الہام درج کئے ہیں: (۲۸)......''بے شک تو صراط مستقیم پر ہے۔ (۲۹)......خدا کے حکم کو ظاہر پہنچا اور جاہلوں سے روگردانی کر۔ پھر ص

عقیدۂ ختم النبوۃ

۵۰۴ آیت کا الہام لکھا ہے اور ترجمہ اس کا خود کیا ہے: (۳۰)..... ’’ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے امت محمدیہ میں کئی اولیاء کامل بھیجے۔ پر شیطان نے ان کی توابع کی راہ کو بگاڑ دیا..... الخ۔‘‘ انتہی بلفظہ! اب ظاہر ہے کہ کاف خطاب جو آنحضرت ﷺ کی طرف راجع تھا۔ اسی براہین والے نے اپنا نفس مراد رکھا ہے اور رسولوں سے اولیاء امت ارادہ کئے ہیں۔ اور اسی صفحہ میں اپنے لیے آیت کا الہام بھی لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ کیا کرتا ہے کہ: (۳۱)..... ’’پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات کے وقت میں سفر کرایا۔ یعنی ضلالت اور گمراہی کے زمانہ میں جو رات سے مشابہ ہے۔ مقامات معرفت اور یقین تک لدنی طور سے پہنچایا۔ انتہی بلفظہ پھر صفحہ نمبر ۵۰۶ میں ان دونوں آیتوں کا اپنی طرف الہام ہونا ظاہر کیا ہے جن کا ترجمہ خود یہ لکھتا ہے کہ: (۳۲)..... اور جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو میں نزدیک ہوں دعا کرنے والے کے۔ دعا قبول کرتا ہوں۔‘‘ (۳۳)..... ’’اور میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے تاکہ سب لوگوں کے لئے رحمت کا سامان پیش کروں۔‘‘ انتہی بلفظہ۔ پھر صفحہ ۵۱۰ میں چند آیات قرآنی اپنے حق میں نازل کرکے ان کا خود ترجمہ یوں لکھتا ہے: (۳۴)..... کیا تو اسی غم میں اپنے تئیں ہلاک کردے گا کہ یہ لوگ کیوں نہیں ایمان لاتے۔ (۳۵)..... اور ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں میرے ساتھ مخاطبت مت کر۔ وہ غرق کئے جائیں گے۔ (۳۶)..... اے ابراہیم اس سے کنارا کر۔ یہ صالح آدمی نہیں۔ (۳۷)..... تو صرف نصیحت دہندہ ہے۔ (۳۸)... اور نہ تو ان پر نگہبان ہے۔ چند آیات جو بطور الہام القاء ہوئی ہیں بعض خاص لوگوں کے حق میں ہیں۔ انتہی بلفظہ۔ یعنی مراد غرق کئے گئے اور غیر صالح سے بعض خاص لوگ

ہیں۔‘‘ پھر صفحہ ۵۱۷ میں بعض آیات قرآنی کا اپنے لئے نازل ہونا قرار دے کر ترجمہ ان کا یوں لکھا ہے: (۳۹)..... اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہوئی۔ (۴۰)..... ہم نے تجھ کو معارف کثیرہ عطا فرمائے ہیں۔ ۴۱..... اس کے شکر میں نماز پڑھ اور قربانی دے۔ ۴۲..... اور ہم نے تیرا بوجھ اتار دیا۔ جو تیری کمر توڑ دے اور تیرے ذکر کو اونچا کردیا ہے۔‘‘ انتہی بلفظہ! پھر صفحہ ۵۵۶ میں ایک آیت اپنے لئے وارد کرکے صفحہ ۵۵۷ میں اس کا یوں ترجمہ کیا ہے: (۴۳)..... ’’اے عیسیٰ! میں تجھے کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکر ہیں قیامت تک فائق رکھوں گا۔ اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی عاجز مراد ہے۔‘‘ انتہی بلفظہا۔ نیز صفحہ ۵۵۵ میں فقرہ عربیہ کا الہام لکھ کر اس کا ترجمہ صفحہ ۵۵۶ میں یوں کرتا ہے کہ: (۴۴)..... ’’میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان نہیں لاتے۔ یعنی خداتعالیٰ کا تائیدات کرنا اور اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دعاؤں کو قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور معارف اور حقائق الٰہیہ سے اطلاع بخشنا یہ سب خدا کی شہادت ہے۔ جس کو قبول کرنا ایمان داروں کا فرض ہے۔‘‘ انتہی بلفظہ! پھر صفحہ ۵۶۱ میں آیت قرآنی اپنے لئے نازل کرکے ترجمہ اس کا صفحہ نمبر ۶۲ ۴ میں یوں لکھتا ہے کہ: (۴۵)..... ’’کہ خدا کی طرف سے نور اترا ہے۔ سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔‘‘ انتہی بلفظہ! پھر صفحہ ۵۶۱ میں حضرت سلیمان و حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہما السلام کے حق کی آیات اپنے لئے نازل کرکے صفحہ ۵۶۲ میں تصریح کرتا ہے کہ مراد ان سے میں ہوں۔ چنانچہ اصل عبارت اس کی یہ ہے کہ: (۴۶)..... ’’و ہ نشان سلیمان کو سمجھائے یعنی اس عاجز کو۔ (۴۷)... سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو۔ یعنی رسول کریم ﷺ کا یہ طریقہ حقہ

کہ جو حال کے زمانہ میں اکثر لوگوں پر مشتبہ ہوگیا ہے اور بعض یہودیوں کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکوں کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہیں یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندہ سے دریافت کرلیں اور اس پر چلیں ۔'' انتہیٰ بلفظہ! یہ خاتمہ اس کی کتاب یعنی چوتھے حصے کا ہے۔ پس ان سینتالیس ۴۷ الہامات سے جو اکثر آیات قرآنی اور بعض فقرات عربیہ ہیں جن کو مؤلف براہین احمدیہ نے اپنے لئے الہام اور وحی قرار دیا ہے۔ بخوبی ظاہر ہے کہ اس شخص نے لوازم رسالت اور خواص نبوت اپنے لئے ثابت کئے ہیں۔

کیونکہ اوّل اس نے برخلاف اہل سنت اس پر یقین کیا ہے کہ اولیاء کا الہام اور وحی رسالت دونوں ایک معنے رکھتے ہیں۔ اور الہام بھی قطعی ویقینی ہوتا ہے۔ پھر اس نے بڑے استحکام سے ثابت کیا ہے کہ جو مضامین اس پر نازل ہوتے ہیں ان کی تبلیغ واجب ہے۔ اور وہ ڈرانے، خوشخبری سنانے پر مامور ہے کہ جس نے خدا کا دوست بننا ہو اس کی متابعت کرے۔ خدا اس سے محبت کرے گا۔ اور یہ کہ اس کے ملہمات کا قبول کرنا لوگوں پر فرض ہے اور ان کا انکار منع ہے۔ پس جو اس پر ایمان لایا وہ مومن ہے اور جس نے اس کا انکار کیا وہ کافروں سے ہے۔ جیسا کہ ۴۴ اور ۴۵ ویں الہام کے ترجمہ اردو میں اس نے خود تصریح کی ہے اور رسالت ونبوت کے معنی یہی ہیں کہ ایسی فضیلت عظمٰی حاصل ہوا اور نبیوں کے ساتھ شرکت کا مطلب یہ ہے کہ ایسے بڑے رتبہ پر مشرف ہو۔ علاوہ ازیں جن خطابات سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سرور دو عالم ﷺ کو مخاطب کیا ہے۔ صاحب براہین اب ان خطابات سے اپنے نفس کو مراد رکھتا ہے تو یہ صراحتاً الحاد فی الایات نہیں تو اور کیا ہے؟ اور قرآن شریف کی تحریف معنوی میں کون سا دقیقہ فروگزاشت چھوڑا ہے۔ اگر کسی کو شبہ گذرے

کہ مؤلف براہین کا اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا تابع جانتا ہے اور اپنے لئے ان فضائل عظیمہ کا حاصل ہونا آپ ﷺ کی مطابعت سے بطور ظلّیت مانتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اشتہار منقولہ بالا میں تصریح کی ہے اور نیز کئی جگہ براہین میں اقرار کرتا ہے کہ وہ مورد حدیث: ''علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل.'' کا ہے تو اس حالت میں کیونکر متصوّر ہو کہ وہ رسالت اور نبوت کو اپنے لئے ثابت کرتا ہے؟۔ دیکھو وہ اپنی فضیلت اولیاء پر ثابت کررہا ہے اور یہاں اس نے ہرگز نہیں کہا کہ میں انبیاء سے ہوں تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ صریح ثابت ہے کہ مؤلف براہین نے اپنی کتاب نصاریٰ او ریہود اور بت پرستوں کے مقابلہ میں واسطے ظاہر کرنے حقیقت دین اسلام کے تالیف کی ہے۔ تو اس کتاب میں یہ درج کرنا کہ میں نبیوں کی صفتوں سے جو قرآن میں مذکور ہیں موصوف ہوں اور آیات قرآنی جن میں رسولوں کے خاصے مسطور ہیں۔ مجھ پر نازل ہوئی ہیں۔ ان کا مورد میں ہوں۔ کیا فائدہ رکھتا ہے؟۔ کیونکہ جن کو قرآن پر ایمان ہی نہیں وہ ان باتوں پر کیونکر تصدیق کریں گے اور مؤلف براہین کی عظمت شان پر ایمان لائیں گے۔

پس معلوم ہوا کہ اصلی غرض براہین والے کی ان الہامات کے بیان اور وحی کے عیان سے مسلمان سے باور کرانا ہے کہ میں سب ولیوں سے افضل ہوں اور نبیوں کا نمونہ ہوں اور اس کے قادیان میں مکہ معظّمہ کی طرح وحی اترتی ہے اور اب خدا کا حکم ہے کہ سب لوگ قریب وبعید ہر طرف سے قادیان آویں۔ اور ہدایت پائیں اور جو نہ حاضر ہوگا خدا تعالیٰ اس سے حساب لے گا۔ جیسا کہ اشتہار سے نقل اس کی اوپر منقول ہوچکی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے دعوے اکابر صحابہ، خلفائے راشدین وامامان اہل بیت وتابعین رضوان اللہ علیہم

اجمعین سے جو افضل ہیں ساری امت سے صادر نہیں ہوئے۔

پس صاحب براہین کے یہ دعوے صریح مساوات کا اظہار ہے انبیاء و مرسلین سے۔ اگرچہ وہ اہل اسلام کے بلوے کے خوف سے صاف اقرار نہیں کرتا کہ میں رسول ہوں۔ لیکن یہ تو اس پر نازل ہو رہا ہے: قل انی امرت وانا اول المؤمنین. فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاهلین . لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مؤمنین . قل جاء کم نور من اللّٰہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین. "جن کا ترجمہ اوپر لکھا گیا ہے۔ پس یہ دعویٰ نبوت نہیں تو اور کیا ہے؟۔ مع ہذا اس نے اشتہار میں صراحتاً لکھا ہے کہ میں انبیاء و رسل کا نمونہ ہوں۔ جس کی نقل اوپر ہو چکی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ نمونہ شے کا عین وہ شے ہوتی ہے جیسا کہ فارسی کی مثل مشہور ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ یعنی گیہوں کے انبار سے۔ مثلاً ایک مٹھی اس کا نمونہ ہے تو اس اقرار اشتہار سے ثابت ہے کہ صاحب براہین اپنے آپ کو انبیاء و مرسلین سے جانتا ہے۔ پس صاف یہ مثلیت ہے کہ نہ ظلّیت اور نیز اس نے براہین کے صفحہ ۵۰۴ میں یہ فقرہ اپنا الہام لکھا ہے:" جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء. "اور اس کا ترجمہ اور تفسیر یوں کرتا ہے کہ اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ: "منصب ارشاد و ہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل خلّہ انبیاء ہیں اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ خلّہ انبیاء امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے"۔ انتہیٰ بقدر الحاجۃ!

پس براہین والے کی خود تصریح سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وحی کا مورد ہونا نبیوں کا خاصہ ہے تو اس کو اپنے لئے ثابت کرنا نبوت کا اثبات ہے اور یہ کہنا کہ غیر انبیاء کو

بطور مستعار، یہ خلّہ ملتا ہے باطل ہے۔ کیونکہ منصب ورود وحی رسالت غیر انبیاء کو ہرگز نہیں ملتا اور ولیوں کا الہام رسالت سے مترادف نہیں۔ اس لئے کہ وحی رسالت ملائکہ کی حفاظت سے محفوظ ہوتی ہے اور اس کی اطلاع میں ہرگز کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہوتا اور نہ اس میں احتمال خطا کا ہوتا ہے۔ اسی واسطے مکلّفین پر اس کا قبول واجب ہے۔ جس نے اس کو مانا وہ مومن ہے جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہے۔ برخلاف الہام اولیاء کے کیونکہ الہام سے اگرچہ بعضے حقائق ذات و صفات الٰہی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یا بعضے وقائع دنیا کا بھی یقین ہو جاتا ہے۔ مگر بجمیع الوجوہ شک و شبہ سے زائل نہیں ہوتا اور احتمال خطا اس میں باقی رہتا ہے۔ اسی لئے لوگوں پر اس کا ماننا لازم نہیں ہوتا جیسا کہ تفسیر فتح العزیز میں آیت: "عالم الغیب" کے نیچے اس پر تصریح ہے اور یہی اعتقاد اہل سنت ہے۔

لہٰذا نبیوں کے اخبار غیب پر ایمان واجب ہے اور کاہن و نجومی وغیرہما جو غیب کی خبر دیں۔ اس کی تصدیق کفر ہے اور علیٰ ہذا مدعی الہام جو بعد الانبیاء اپنے الہامات کی خبر دے۔ اس کی تصدیق بھی ناجائز ہے۔ جیسا کہ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اکبر کی شرح کی ملحقات میں تصریح کی ہے۔ اکابر اہل سنت کا اتفاق تو اسی پر ہے اور غیر مقلدین اور ان کا امام صاحب براہین جو الہام اولیاء کو حجت قطعی وحی رسالت کی طرح بتاتے ہیں۔ ان کی غلطی کا منشاء حضرت خضر علیہ السلام کے الہام کا ذکر اور واقعہ الہام ام موسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام ہے۔ جو منصوص قرآنی ہے۔ جیسا کہ براہین کے صفحہ ۵۴۸ میں لکھا ہے۔ اور نیز: "خضر جن میں سے کوئی نبی نہ تھا۔ انتہیٰ۔ یہ اس شخص کا جہل عظیم ہے۔ کیونکہ علماء عقائد حقہ وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر جمہور علماء کے نزدیک نبی ہیں اور قرآن مجید صاف ناطق ہے۔ اختلاف

حال و مآل وحی موسیٰ اور الہام مادر موسیٰ ہیں۔ کیونکہ ہر چند ان کو الہام منجانب اللہ تعالیٰ ہوا تھا کہ اپنے فرزند کو دریا میں ڈال دے۔ وہ سلامتی سے تیرے پاس آجائے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمان ہے کہ جب موسیٰ کے معاملے میں خائف ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور خوف و غم نہ کرنا۔ ہم تیری طرف اس کو لوٹا دیں گے اور اس کو رسول بنا دیں گے۔ یہ ترجمہ ہے آیات کا تو اس الہام پر مادر موسیٰ کو خود بھی اطمینان نہ ہوا تھا۔ ورنہ اس کی ایسی حالت نہ ہوتی۔ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے: "**واصبح فواد ام موسٰی فارغا**." یعنی "اور ہو گیا دل ماں موسیٰ کا خالی صبر سے" تحقیق نزدیک تھا کہ البتہ ظاہر کر دے اس کو اگر نہ باندھ رکھتے ہم اوپر دل اس کے ہمت تو کہ ہوا ایمان والوں میں سے اور بے شک حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام اس وحی میں مطمئن تھے کہ: "**لاتخاف درکاً ولا تخشٰی**" یعنی فرعونیوں کے پکڑ لینے سے مت ڈر۔ اسی لئے جب آپ کے اصحاب متحیر ہوئے اور قوم فرعون کے لشکر کو دیکھ کر بولے۔ جیسا کہ قرآن میں خبر دی گئی ہے کہ بے شک پکڑے گئے۔ تب حضرت موسیٰ کے جواب کو قرآن نے یوں حکایت کیا کہ ہرگز نہیں پکڑے جانے میرے ساتھی۔ میرا رب ہے مجھے راستہ دکھا دے گا۔

پس بشہادت قرآن مبین وحی رسالت و الہام اولیاء میں فرق آسمان و زمین پیدا ہو گیا اور جو ان دونوں کو ایک ہی جانتا ہے وہ بالکل باطل پر ہے بالیقین اور حدیث: "**علماء امتی کاانبیاء بنی اسرائیل**" بے اصل ہے۔ چنانچہ دمیری اور زرکشی اور عسقلانی تینوں نے کہا ہے۔ علامہ قاری نے رسالہ "**المصنوع فی احادیث الموضوع**" میں اس پر تصریح کی ہے۔ مطبوعہ لاہور کے ص ۱۶ سطر ۱۹ میں دیکھو۔ رہا دعویٰ صاحب براہین کہ میں

تابع ہوں آنحضرت ﷺ کی شریعت کا۔ سو ہر چند یہ دعویٰ محض زبانی ہے دل سے نہیں۔ جیسا کہ اس کی کتاب اس پر شاہد ہے اور عنقریب اس کا بیان ہوگا۔ تاہم دعویٰ اتباع فی النبوت و رسالت نہیں ہے۔ کیونکہ براہین کے صفحہ ۴۹۹، میں ہے کہ: "مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے۔" انتہی! پس جیسا کہ بموجب زعم براہین والے کے اتباع اور خادمیت حضرت موسیٰ نے حضرت مسیح کی نبوت میں کچھ خلل اندازی نہیں کی۔ ویسا ہی یہ شخص باوجود اتباع آنحضرت ﷺ کے اپنے آپ کو خصائص نبوت و رسالت سے موصوف کر رہا ہے اور نیز انبیاء اگرچہ بحسب مراتب و قرب عند اللہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔ چنانچہ تیسرے سپارہ کی ابتدائی آیت کا یہ ترجمہ ہے کہ وہ رسول ہم نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے مگر مؤمن بہ ہونے میں سب انبیاء برابر ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مؤمنین سے حکایت فرمائی ہے کہ ہم نہیں فرق کرتے ہیں۔ یعنی ایمان لانے میں رسولوں کے درمیان۔ الحاصل غور کرنے والا عالم جب ملہمات صاحب براہین میں تدبر اور تعمل فرماتا ہے تو یقیناً معلوم کر جاتا ہے کہ براہین والے نے صاف دعویٰ برابری کا انبیاء سے کیا ہے۔ دیکھو صاحب براہین احمدیہ ص ۵۱۱ میں آیت: "**قل انما انا بشر**" کو اپنے حق میں نازل کر کے صفحہ ۵۱۲ کی سطر ۱۶، ۱۷ میں اس کا ترجمہ یوں لکھتا ہے: "پھر فرمایا ہے کہ میں صرف تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں۔ مجھ کو یہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی تمہارا معبود نہیں۔ وہی اکیلا معبود ہے۔ جس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنا نہیں چاہئے۔" انتہی بلفظہ اور براہین کے ص ۲۴۲ میں آیت: "**واتل علیہم**" کو اپنے حق میں نازل کر لیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے اور پڑھ ان پر جو وحی کی جاتی ہے تیری

طرف تیرے رب سے۔‘‘پس یہ صریح مقابلہ ہے صاحب براہین کا سید المرسلین ﷺ سے۔

الغرض براہین کا مؤلف ہر چند اپنی زبان سے صریح دعوے نہیں کرتا کہ میں نبی ہوں۔تا کہ اہل اسلام خواص وعوام بلوئی نہ کردیں۔لیکن اس میں شک نہیں کہ کوئی خاص الخاص انبیاء سے باقی نہیں چھوڑا۔جس کو اس نے اپنے لئے ثابت نہ کرلیا ہو۔بلا شبہ اس کی مثال علی گڑھ والے نیچری (سر سید احمد خان) کی ہے جس طرح اس نے اسلام کے فرائض کو اٹھادیا اور کبیرہ گناہوں کو حلال بنادیا ہے۔جس پر اس کی تفسیر قرآن اور اخبار ’’تہذیب الاخلاق‘‘ شاہد ہے اور فقیر راقم الحروف کان اللہ لہ نے اس کے ہفوات کے رد میں ایک رسالہ مستقلہ جس کا نام ’’جواہر مضیہ رد نیچریہ‘‘ ہے شائع کیا ہے۔فالحمد للہ علی ذالک!

پس یہ نیچری باوصف تنسیخ اپنے آپ کو خواص اولیاء اور دین کے تائید کرنے والوں سے جان رہا ہے۔ایسا ہی حال ہے صاحب براہین کا علماء راسخین کی نظروں میں۔چنانچہ مولانا فیض الحسن مرحوم سہارنپوری نے اپنے اخبار ’’شفاء الصدور‘‘ میں صاف لکھ دیا ہے کہ مرزا قادیانی مثلِ علیگڑھی نیچری کے ہے۔یعنی اختلال دین اسلام واضلال خواص وعوام میں رہا۔یہ اِدّعا براہین والے کا کہ میں اکثر اکابر اولیاء ماتقدم سے افضل ہوں۔سو یہ بھی مثل دعویٰ نمونہ انبیاء کے سراسر باطل ہے۔کیونکہ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت ساری امت پر بحکم قرآن شریف اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔جیسا کہ دینی کتابوں میں مرقوم ہے اور باقی حال فضیلت اس مدعی کا آئندہ ظاہر ہوجائے گا۔اس تحریر کو یاد رکھ کر سنئے کہ عجائب ملہمات مرزا قادیانی سے وہ بھی ہیں جو ص ۴۹۸، میں انا انزلناہ قریباً من القادیان ۔لکھ کر اس کا ترجمہ خود یوں کرتا ہے کہ یعنی ہم نے (یعنی خدا فرماتا ہے) ان نشانوں اور

عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے۔اور بضرورت حقہ اترا ہے۔خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم ﷺ اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں۔(یعنی ص ۴۹۷، میں حدیث: ’’لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ‘‘ کا اشارہ قادیانی کی طرف ہے۔اور خدا تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرماچکا ہے۔چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہوچکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے: ’’ھو الذی ارسل رسولہ ‘‘ یعنی خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس سچے دین کو سب دینوں پر غالب کردے۔یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کے دو پھل ہیں۔اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے۔اور

یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔ اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے۔ سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کے ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔ یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے۔ اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔" انتہی بلفظہ!

فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ انزال اور تنزیل قرآن کی اصطلاح میں آسمانی کتابوں کے اتارنے میں مستعمل ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں پر نازل کی گئی ہیں۔ جیسا کہ ابتدائے سورۃ بقرہ میں قرآن اور اس سے پہلے آسمانی کتابوں کے اترنے کو انزال کے لفظ سے ادا فرمایا ہے۔ پھر سورۃ آل عمران میں قرآن مجید کے اتارنے کو تنزیل اور انزال اور انجیل و توریت کے بھیجنے کو انزال کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور علیٰ ہذا القیاس بہت سی آیات قرآنیہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔ پس جب براہین والے نے اپنے ملہمات کو: "انا انزلناہ" سے تعبیر کیا اور بعد ازاں آیت: "وبالحق انزلناہ." سے جو صرف قرآن مجید کی صفت تھی اپنی ملہمات کی صفت قرار دیا تو یہ تصریح ہے اس پر کہ وہ اپنی ملہمات کو مثل قرآن جانتا ہے۔ پھر لفظ حق جو دونوں جگہ قرآن کی راستی کے بیان میں تھا اس کو ضرورت حقہ سے ترجمہ کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ان ملہمات کا انزال واجب ٹھہراتا ہے۔ حالانکہ یہ مخالفت صریح ہے عقائد اہل سنت سے۔ کہ شرح فقہ اکبر و شرح عقائد نسفی وغیرہما جمیع کتب عقائد میں

درج ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی واجب نہیں ہے اور نیز اس کلام سے اشارہ ہے اس پر کہ دین ساری دنیا سے کیا عرب کیا عجم گم ہو گیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مقام قادیان کو انزال ملہمات کے واسطے اختیار فرمایا۔ چنانچہ چوتھے حصے کتاب کے اخیر اس نے تصریح کی ہے کہ طریقہ حقہ جو حال کے زمانہ میں اکثر لوگوں پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیوں کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکوں کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندے سے دریافت کریں اور اس پر چلیں۔ اور اس سے اوپر لکھتا ہے کہ: "**فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی**" میں مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم بنایا ہے اور ساری خلقت کو میری اتباع کے واسطے فرمایا ہے۔ جیسا کہ اوپر ص ۵۶۱، سے منقول ہو چکا ہے۔ پس بے شک اس نے اپنے قادیان کو مکہ معظمہ کی مثال نزول وحی میں بتایا جیسا کہ قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کو ارشاد ہوا تھا: "**وکذالک اوحینا**" یعنی اور ایسا ہی وحی بھیجی ہم نے تیری طرف قرآن عربی تاکہ تو ڈرائے مکہ والوں کو جو اس کے گرداگرد ہیں اور دراصل قرآن مجید کے نزول کے بعد کسی چیز کے نزول کی کچھ بھی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے اور شرع محمدی میں قیامت تک امت مرحومہ کے واسطے کفایت ہے۔ پس یہ ادعا کہ حق تعالیٰ نے ضرورت حقہ کے واسطے قادیان پر معارف والہامات نازل کئے ہیں۔ حق سبحانہٗ پر محض افتراء اور بالکل تقول فی دین اللّٰہ ہے اور اس افتراء کی دلیلوں سے یہ بھی کہ مؤلف براہین نے اس کے ترجمہ میں انزلناہ کی ضمیر مذکر کو مرجع مؤنث کی طرف راجع کیا ہے۔ یعنی مرجع اس کا خوارق اور امور معجبہ بتاویل جماعت قرار دیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ واحد مذکر کی ضمیر جمع کی طرف راجع نہیں ہو سکتی ہے۔ پس ان

معنوں سے صحیح کلام یوں تھا۔ انا انزلناھا تو ایسی غلط صریح کلام کو خدائے سبحانہ کی جانب منسوب کرنا نرا بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟۔ پھر قرآنی آیات جو آنحضرت ﷺ پر صدہا سال سے نازل ہوچکی ہیں اب ان کے اتارنے میں کیا فائدہ ہے؟۔ بلکہ لاطائل اور تحصیل حاصل ہے۔ اس جگہ اگر کسی کو شبہ گذرے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا ہے ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری ہے جس میں تمہارا ذکر ہے۔ پس تم کیوں نہیں سمجھتے اور یہ بھی فرمایا اور بے شک ہم نے اتاریں تمہاری طرف آیتیں جس سے ثابت ہوا کہ قرآن مسلمانوں کی طرف اتارا گیا ہے تو کیا مانع ہے۔ اگر خوارق وغیرہ بہ توسل آیات قرآنی براہین والے پر نازل ہوں؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ قرآن عظیم صرف رسول کریم ﷺ پر ہی اترا ہے۔ لیکن جبکہ قرآن میں ایسے احکام بھی بکثرت ہیں جن کی تبلیغ کے لئے آپ ﷺ مامور تھے۔ خواہ مومنین کو خواہ جمیع بنی آدم کو تو اس نظر سے مجازیوں بھی کہنا صحیح ہوگیا کہ قرآن لوگوں کی طرف اتارا گیا ہے۔ اور اصل میں معاملہ یہی ہے جو ارشاد ہوا ہے۔ ”وانزلنا الیک الذکر۔“ یعنی اور ہم نے تیری طرف نصیحت اتاری تا کہ لوگوں سے بیان کردے اور وہ فکر کریں۔ علاوہ ازیں وقت نزول قرآن کے مومنین کی طرف قرآن کا نزول کی اسناد باوصف اس یقین کے کہ آنحضرت ﷺ کہ اب تیرہ سو برس کے بعد صاحب براہین آیات قرآنی کا منزل علیہ بن جائے اور اس کے حق میں راست آئے انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ پس یقیناً یہ بہتان اور ہذیان ہی ہے اور یہ ادعا براہین والے کا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر قرآن مجید میں دی ہے اور ایسا ہی آنحضرت ﷺ نے حدیث میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے یہ بھی بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اس حدیث صحیح کا مشار الیہ امام اعظم رحمۃ اللہ

علیہ ہے۔ جیسا کہ بہت سے محدثین اور فقہا نے اس پر تصریح کی ہے جس کا شمہ فقیر نے رسالہ ”تصریح ابحاث فریدکوٹ“ اور رسالہ ”عمدة البيان في اعلان مناقب النعمان“ میں بیان کیا ہے اور ایسا ہی آیت: ”هو الذی ارسل رسوله“ نہ حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور نہ براہین والے کی طرف اس میں اشارہ ہے۔ بلکہ بالیقین باتفاق جمیع مفسرین بل بشہادت قرآن مبین سید المرسلین ﷺ وعترتہ اجمعین کے حق میں نازل ہے۔ دیکھو اس کے اخیر: ”وكفى بالله شهيدا۔“ کے ساتھ ہی محمد رسول اللہ ﷺ قرآن شریف میں مرقوم ومرسوم ہے۔ اور محی السنۃ اپنی تفسیر میں تصریح کرتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر کلام ختم ہوتا ہے۔ یعنی جس رسول کے بھیجنے کی حق سبحانہٗ نے خبر دی ہے وہ محمد رسول اللہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حبر امت اور اعلم بتفسیر قرآن سے یہ روایت ہے پھر: ”والذین معه“ دوسری کلام شروع ہوئی۔ ترجمہ ہے تفسیر معالم التنزیل کا۔ پس اس آیت کو آنحضرت ﷺ کے سوا کسی دوسرے کے حق میں وارد کرنا قرآن مجید اور تفسیروں کے صریح مخالف ہوتا ہے۔

افسوس اس شخص کی سخت نادانی پر جو اس آیت کو بطور جسمانی حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں اور بطور روحانی اپنے لئے پیشین گوئی بنا رہا ہے اور اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس کی ابتداء میں لفظ ماضی ہے جس سے صریح ثابت ہے کہ وہ رسول اللہ بھیجا گیا ہے تو اس سے آئندہ میں رسول کا آنا، مراد رکھنا قرآن مجید کی تحریف ہے۔ اور پھر اس آیت میں جو لفظ رسول کا ہے تو اس سے اپنے نفس کی مراد رکھنی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ اپنی شرکت ابتدائی ثابت کرنی یہ دعویٰ رسالت کا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اس آیت کے غلبہ موعود کو بوسیلہ

حضرت مسیح ظہور میں آنے کا دعویٰ کرنا بموجب قول جمہور مفسرین کے باطل ہے۔ کیونکہ یہ غلبہ سرورِ عالم ﷺ کے ظہور پر نور سے حاصل ہوگیا اور آپ ﷺ پر نعمت الٰہی تمام ہوچکی۔ جیسا کہ آیت: ’’الیوم اکملت‘‘ الآیۃ۔ اس پر شاہد ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ میں اس پر تصریح ہے اور فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ فتح مکہ سے بڑھ کر جو کسی بشر کو نصیب نہیں ہوئی ہے کون سا غلبہ دین اسلام کا ہوگا؟۔ اور بیت اللہ کو بتوں کی پلیدیوں سے پاک کرنے سے کون سا ظہور دین متین مقابل ہوسکے گا؟ اور دوسرا قول ضعیف کہ غلبہ وقت نزول حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے ہوگا۔ اس پر ہرگز دلیل نہیں بن سکتا کہ یہ آیت حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام وغیرہ کے حق میں پیشگوئی ہے اور ’’رسولہ‘‘ سے آنحضرت ﷺ کے سوا کوئی اور مراد ہے۔ حاشا وکلا! بلکہ مراد اس قول ضعیف سے یہ ہے کہ حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو شرع محمدی کے تابع ہوکر دین اسلام کی تائید کریں گے تو یہ بھی سرورِ عالم ﷺ کے ہی غلبہ کی فرع ہوئی۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فقہ اکبر کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علی نبینا علیہم السلام حضرت مہدی سے جب اتر کر ملاقی ہوں گے تو نماز کی تکبیر ہوچکی ہوگی۔ حضرت مہدی ان کو امامت کے لئے اشارہ کریں گے۔ تب حضرت مسیح امامت نہ کریں گے۔ بدیں عذر کہ یہ تکبیر آپ کے لئے ہوئی ہے۔ آپ کی امامت اولیٰ ہے۔ تب حضرت مسیح مقتدی ہوں گے۔ تا کہ ان کی متابعت سرورِ عالم واخوانہ وعترتہ وسلم سے ظاہر ہوجائے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے حدیث: ’’لوکان موسٰی حیاً‘‘ میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی اب اگر موسٰی زندہ ہوتا تو اس کو بجز میرے متابعت کے کوئی اور چارہ نہ ہوتا۔ پھر مولینا قاری لکھتے ہیں کہ اس اتباع کی وجہ ہم نے شرح شفاء وغیرہ میں آیت: ’’واذا اخذ اللہ میثاق

النبیین۔‘‘ کے نیچے بیان کی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔ اور ایسا ہی عامہ تفاسیر میں درج ہے کہ آنحضرت ﷺ متبوع جمیع انبیاء ہیں۔ بلکہ مواہب لدنیہ ودیگر کتب سیر میں تصریح ہے کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں۔ الغرض آیت: ’’ھوالذی ارسل رسولہ‘‘ الآیۃ سرورِ عالم ﷺ کے حق میں ہے۔ کوئی دوسرا اس کا مورد نہیں ہے۔ براہین والے کا دعویٰ سراپا باطل اور جھوٹ ہے۔ پھر یہ دعویٰ اس کا کہ میں آیات وانوار وتوکل وایثار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں اور فطرت میں باہم نہایت تشابہ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کے دو پھل: ’’کمامر نقلہ علی الصدر‘‘ سو یہ دعویٰ بھی مساوات کا ہے۔ مسیح علی نبینا و علیہ السلام سے۔ جیسا کہ نمونہ کا لفظ اور گویا کلمہ تشبیہ کا مفاد ہے تفسیر اتقان میں منقول ہے کہ گویا یعنی ترجمہ کان کا وہاں مستعمل ہوتا ہے جہاں بہت قوی مشابہت ہو۔ یہاں تک کہ دیکھنے والا مشبہ اور مشبہ بہ میں فرق نہ کرسکے اس لئے بلقیس کے قول سے اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ گویا یہ تخت وہی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت اتقان کا۔

اب فقیر کہتا ہے کہ براہین والا اس دعویٰ میں بے شک کاذب ہے۔ اولاً اس لئے کہ حضرت مسیح تو مادرزاد اندھے، کوڑھی کو تندرست اور مردہ کو بحکم خدا زندہ کردیتے تھے اور جب انہوں نے کہا کہ تائید دین میں میرا کون مددگار ہے؟ تو حواری بول اٹھے کہ ہم خدا کے دین کے مددگار ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مکرر ارشاد ہے اور براہین والے سے اب تک کوئی ایسا خارق نہیں ہوا۔ اور نہ نصرانی وہنود سے کسی نے اس پر ایمان قبول کیا ہے۔ بلکہ وہ نصرانی جس کے مطبع میں اس نے تین حصے اپنی کتاب چھپوائی ہے وہ بھی مسلمان نہ ہوا اور اس کی مدد میں اس نے مصروفیت نہ کی۔ باوصف یہ کہ براہین والے نے کمال تضرع اور

خلوص قلب سے جمیع نصاریٰ کے ایمان کے واسطے دعائیں مانگی ہیں اور وہ دعا اخیر میں اس اشتہار کے مدت اڑھائی برس سے چھپ کر شائع ہوئی ہے۔ وھو ہذا! بالاخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے۔ "اے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش۔ بالخصوص قوم انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملت سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کی دنیا ودین کے لئے دلی جوش سے بہبودی وسلامتی چاہیں۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے ان کی دنیاوی اور اخروی بھلائی کا سوال کرتے ہیں۔ بارخدایا ان کو ہدایت کر اور اپنی روح سے ان کی تائید کر اور ان کو اپنے دین میں وافر حصہ دے اور ان کو اپنی طاقت اور قوت سے اپنی طرف کھینچ تاکہ تیری کتاب اور تیرے رسول ﷺ پر ایمان لائیں اور فوج در فوج خدا عزوجل کے دین میں داخل ہوں۔ آمین ثم آمین والحمدللّٰہ رب العالمین! المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور، ریاض ہند پریس امرتسر میں بیس ہزار اشتہار چھاپے گئے۔ وانتہی ملخصاً بلفظہٖ و مترجماً۔

پس یہ دعا جو بکمال حضور باطن براہین والے نے نصاریٰ کی قوم کے واسطے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قوت اور طاقت سے ان کو دین اسلام میں کھینچے اور وہ فوج در فوج مسلمان ہوں۔ اس رسالہ کی تالیف تک ان سے مرزا قادیانی کے ہاتھ پر کوئی بھی ایمان نہیں لایا۔ چہ جائیکہ سب انگریز ایمان لاتے اور فوج در فوج مسلمان ہوتے۔ پس صریح ثابت ہوا کہ براہین والے کو حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام سے آیات وانوار وغیرھا میں کوئی ادنیٰ مشابہت بھی نہیں اور علیٰ ہذا القیاس فطرتی مشابہت کا دعویٰ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح

علی نبینا و علیہ السلام تو بن باپ روح کے پھونکنے سے پیدا ہوئے تھے جس پر قرآن مجید شاہد ہے اور براہین والا الحکیم غلام مرتضیٰ قادیانی کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے خود والد سے ایام بلوہ میں حکام وقت کی امداد کا تذکرہ لکھا ہے۔ دیکھو تیسرے حصے کے دوسرے ورق کی سطر ۱۸ اور ۱۹۔ پس کیوں کر مشابہ ہو وہ شخص جس کی خلقت ماءِ مہین سے ہو۔ اس ذات پاک سے جس کو اللہ تعالیٰ آیت للعالمین فرمائے؟ اور یہ جو براہین والے نے اپنی مشابہت کی دلیل میں حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام سے یوں لکھا ہے وہ تابع دین موسوی تھے اور ان کی انجیل توریت کی شرح تھی اور میں احقر خادمین سید المرسلین سے ہوں۔ سو یہ بھی بالیقین باطل ہے۔ اولاً اس لئے کہ حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام جناب موسیٰ علیہ السلام کے تابع دین نہ تھے۔ بلکہ وہ تو اولوالعزم رسولوں سے تھے جن کی شریعت مستقلہ ہوتی ہے اور آپ کی انجیل توریت کی فرع نہ تھی۔ بلکہ انجیل بعض احکام توریت کی ناسخ ہے۔ پہلے دعویٰ کی دلیل یہ ہے جو اخیر سورہ احقاف میں ارشاد ہے کہ: "صبر کر جیسے اولوالعزم نے رسولوں سے صبر کیا۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اولوالعزم کے معنی صاحب عزم لکھتے ہیں اور ضحاک نے صاحب جد وصبر لکھ کر پھر دونوں اولوالعزم کے شمار میں حضرت نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام چاروں اصحاب شرائع کا ذکر کر کے پانچویں آنحضرت ﷺ کو شامل ان کے جانتے ہیں۔ پھر صاحب معالم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص کر کے اس آیت میں پانچویں کا ذکر کیا ہے۔ جو سورۃ احزاب کے ابتداء میں ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: "اور یاد کر جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراھیم سے اور موسیٰ اور عیسیٰ مریم کے بیٹے۔" اور اس آیت سورۃ شوریٰ کی ابتداء میں بھی ان پانچوں کا ذکر ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

:"راہ ڈال دی تم کو دین میں وہی جو کچھ دی تھی نوح کو اور جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ جو کچھ دیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ اور عیسیٰ کو۔" یہ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے اور ایسا ہی عامہ تفاسیر میں درج ہے اور مولینا قاری نے بھی شرح فقہ اکبر میں ایسا ہی لکھا ہے۔

اب دوسرے دعوے کی دلیل سنو کہ سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: "ہم نے اتاری توریت اس میں ہدایت اور روشنی اس پر حکم کرتے پیغمبر جو فرمانبردار تھے۔ سو تم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو اور مت خریدو میری آیتوں پر مول تھوڑا اور جو حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر۔ سو وہی لوگ ہیں منکر۔" پھر ایک آیت بعد اس کے شرع عیسوی کی بابت ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: "اور پیچھاڑی میں بھیجا ہم نے انہیں کے قدموں پر عیسیٰ مریم کا بیٹا سچ بتاتا توریت کو جو آگے سے تھی اور اس کو دی ہم نے انجیل جس میں ہدایت اور روشنی اور سچا کرتی اپنی اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور نصیحت ڈر والوں کو اور چاہئے کہ حکم کریں انجیل والے اس پر جو اللہ نے اتارا اس میں اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہیں بے حکم"۔ اب دونوں قرآنی آیتوں سے صاف ثابت ہے کہ شریعت موسوی و عیسوی دونوں علیحدہ علیحدہ شریعتیں ہیں جو انجیل کو توریت کی فرع بتاتا ہے قرآن مجید اس کو جھٹلاتا ہے۔ پھر سورۃ آل عمران میں حضرت مسیح سے حکایت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: "اور سچ بتاتا ہوں توریت کو جو مجھ سے پہلے کی ہے اور اسی واسطے کہ حلال کردوں تم کو بعض چیز جو حرام تھی تم پر۔" یعنی شریعت موسوی میں جو چربی اور مچھلی اور ان کا گوشت اور شنبہ کے دن میں کام کاج کرنا حرام تھا۔ اس کو شرع عیسوی نے حلال کردیا۔

یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ شرع عیسوی ناسخ شرع موسوی ہے۔ یہ تفسیر بیضاوی کی عبارت کا ترجمہ ہے اور تفسیر مدارک وجلالین ومعالم وغیرھا میں بھی ایسا ہی تحریر ہے۔ پس قرآن مجید سے بخوبی تکذیب براہین والے کی ہوگئی۔ ثانیاً براہین والے کا یہ دعویٰ کہ میں آنحضرت ﷺ کے احقر خادمین سے ہوں سراسر باطل ہے۔ کیونکہ وہ آپ ﷺ کے کمالات میں اپنی مساوات کررہا ہے اور آپ ﷺ کی خصوصیات کو جو منصوص قرآنی ہیں۔ آپ ﷺ کے غیر کی طرف منسوب کرتا ہے۔

دیکھو فضیلت رسالت جو اللہ تعالیٰ نے آیت: "ھوالذی ارسل رسولہ الایۃ۔" میں آپ ﷺ کے ہی لئے ثابت فرمائی ہے۔ براہین والے نے اولاً اس کو حضرت مسیح کے حق میں متحقق کیا ہے۔ شاید تالیف قلوب حکام وقت اور ان سے اظہار محبت کے واسطے ایسا کیا ہوگا؟۔ ثانیاً اس رسالت کو اپنے لئے ثابت کرلیا کہ روحانی اور باطنی طور سے مورد اس آیت کا خود بن بیٹھا۔ تاکہ عوام اہل اسلام اس کو رئیس الاولیاء اور نمونہ انبیاء جان کر اس کی کتاب کو گراں قیمت سے خریدیں اور غبن فاحش میں پڑیں اور اس کو بہت سے دراہم ودینار حاصل ہوں۔ پس سارا مدار دنیا پر ہے جیسا کہ دانشمندوں پر مخفی نہیں اور ہم اس امر کو زیادہ تر وضاحت سے ثابت کردیں گے۔ الحاصل اگلی پچھلی تحریروں سے متحقق ہے کہ براہین والا قرآن مجید کی آیات میں تحریف معنوی کررہا ہے اور اس کو کسی پکے مومن سے مشابہت نہیں چہ جائیکہ ولیوں پر اس کو فضیلت ہو اور نبیوں کا نمونہ بن سکے تو اس کے ایسے دعوؤں سے پناہ بخدا ولایزال اور یہ بھی مخفی نہ ہے کہ اس شخص نے قرآن مجید میں صرف تحریف معنوی ہی نہیں کی۔ بلکہ بہت سی آیات قرآنی میں تحریف لفظی بھی کردی ہے۔ دیکھو اوپر کے

ملہمات میں آیت قل انی امرت اَن اکون اول من اسلم اور آیت: ''الیک وانا اول المؤمنین۔'' ان دونوں کو توڑ پھوڑ کر یہ آیت تیسری بنالی کہ: ''قل انی امرت وانا اول المومنین'' اور آیت: ''انه عمل غیر صالح'' کو: ''انه عبدغیر صالح'' سے بدل دیا ہے۔ اور آیت: ''ماانت بنعمت ربک بمجنون'' کے ابتداء میں حرف واوٴ بڑھا دیا ہے۔ اور: ''زهق الباطل'' بھاء ہوز کو زحق الباطل بحائے حطی نازل کرلیا ہے اور: ''واتخذوامن مقام ابراهیم مصلیٰ'' کے واوٴ کو فا سے تبدیل کر دیا ہے اور آیت: ''یاعیسٰی اِنّی متوفیک'' کے درمیان سے: ''ومطهرک من الذین کفروا'' کو سقط کر دیا ہے۔ جیسا کہ یہ آیت ص ۵۵٦ سے اوپر منقول ہوگئی ہے اور ایسا ہی اس آیت کو ص ۵۱۹ میں جو اپنے لئے نازل ہونا لکھا ہے تو وہاں بھی اس کے درمیان سے یہی فقرہ اڑا دیا ہے اور علیٰ ہذا بہت سی آیات قرآنی میں لفظی تحریف بھی کر دی ہے۔ جس کو حافظ قرآن تاٴمل سے معلوم کرسکتا ہے۔ پھر باوصف اس تحریف کے آیات قرآنی کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اور یہ تو اس کے ملہمات میں اس کثرت سے ہے جس کا شمار دشوار ہے۔ یہاں پر یہ خیال نہ کیا جائے کہ تحریف آیات کاتب کی غلطی سے ہوگئی۔ کیونکہ براہین والے نے اپنی تصحیح سے وہ کتاب چھپوائی ہے۔ جیسا کہ ص ۵۱٦ میں اس پر تصریح کرتا ہے اور نیز ان آیات کا ترجمہ موافق اس تحریف ہی کے کیا ہے۔ اس کو یاد رکھ کر آگے سنئے کہ ص ۵۱۴ میں آیت: ''وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم وماکان الله لیعذبهم وهم یستغفرون'' کو جو اپنے حق میں نازل ہونا لکھا ہے تو اس میں دوسرے: ''وما کان الله'' کے پیچھے سے جو لفظ معذبهم قرآن مجید میں ہے اس کو لیعذبهم سے بدل دیا ہے۔ پھر ص ۵۵۵ میں جو آیت

: ''وکذالک مننا علی یوسف لنصرف عنه السوء والفحشاء'' کو اپنے حق میں نازل لکھ کر اخیر اس کے ترجمہ کے لکھتا ہے کہ اس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز مراد ہے۔ انتہی بلفظہ اور اس آیت میں لفظ مکنا کو مننا سے تحریف کر دیا ہے اور اسی محرف لفظ کا ترجمہ کیا ہے کہ ہم نے یوسف پر احسان کیا۔ انتہی بلفظہ! پھر ص ۴۹۷، ۴۹۸ میں واپنی وصف اور اپنی کتاب کی تعریف میں یہ آیت نازل کی ہے کہ۔ ''ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل الله ردّ علیهم رجل من فارس شکر الله سعیه'' تو علاوہ تحریف قرآن کے اس کے ترجمہ میں اپنے لئے اللہ تعالیٰ کو شاکر یعنی اپنا شکر گذار لکھ دیا ہے۔ اور بعد ازاں یہ الہام لکھا ہے ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے۔ یعنی مخالف کو نیست و نابود کرنے والی ہے اور یہ ایک پیشگوئی ہے کہ جو کتاب کی تاثیرات عظیم اور برکات عمیم پر دلالت کرتی ہے۔ پھر بعد اس کے فرمایا: ''اگر ایمان ثریا سے لٹکتا ہوتا یعنی زمین سے بالکل اٹھ جاتا تب بھی شخص مقدم الذکر یعنی (فارسی الاصل) اس کو پالیتا۔'' انتہی بلفظہ! پھر آیت: ''یکاد زیته'' کو اپنی کتاب کی تعریف میں وارد کر کے ترجمہ یوں لکھتا ہے کہ: ''عنقریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے۔'' اگرچہ انتہی بلفظہ! پھر یہ آیت سورۃ قمر و سورۃ ص و سورۃ آل عمران وسورۃ رعد اپنے اور اپنی کتاب کے حق میں نازل کر کے ان کا ترجمہ یوں تحریر کیا ہے کہ: ''کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں جو جواب دینے پر قادر ہیں۔ عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائے گی اور پیٹھ پھیر لیں گے اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے۔ حالانکہ ان کے دل ان نشانوں پر یقین کر گئے ہیں اور دلوں میں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں اور یہ خدا کی رحمت ہے کہ تو ان پر زم

ہوا اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگر چہ قرآنی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پہاڑ جنبش میں آجاتے۔ یہ آیات ان بعض لوگوں کے حق میں بطور الہام القاء ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی نکل آئیں۔" انتہی بلفظہا (براہین ص ۴۹۸)۔

اب فقیر کاتب الحروف کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ان میں براہین والے نے تحریف لفظی بھی بدرجہ کمال کی ہے اور بہتان عظیم کو اسی میں شامل کر دیا ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح متفق علیہ کے الفاظ یہ ہیں: "لو کان الایمان معلقاً بالثریا لتناوله رجال او رجل من فارس" پس اسی حدیث کے ابتداء میں براہین والے نے حرف واؤ زائد کر دیا ہے اور لتناوله کو لنالہٗ سے بدل دیا ہے اور اس کے فاعل کو بالکل حذف کیا ہے جو محض ناروا ہے۔ پھر قرآن مجید کے لفظ زیتھا کو کلمہ زیتہ سے تحریف کیا ہے۔ تا کہ کتاب مرجع مذکر کی رعایت رہے اور آیت: "فنادوا لات حین مناص" کو "وقالوا لات حین مناص" بنا کر تین تحریف کر دیں۔ یعنی فا کی جگہ واؤ لکھ دی ہے۔ اور نادو کو قالوا سے بدلا ہے اور لات کے سر سے واؤ حذف کر دی۔ پھر اس کو تین جگہ اسی تحریف سے لکھا ہے۔ ایک تو یہ مقام دوسرا ص ۴۹۰ کی سطر ۱۸ میں تیسرا ص ۴۹۷ کی سطر ۱۳ میں اور ان تینوں ہی جگہ میں بموجب اس تحریف کے ترجمہ کیا ہے۔ پھر آیت: "ولو ان قرآنا سیرت به الجبال" کو: "ولو ان القرآن سیّر به الجبال" بنا کر قرآن پر الف لام بڑھا دیا ہے اور سیرت کی تا کو حذف کر دیا ہے اور معہذا سورۃ قمر کی آیات میں ترتیب بدلا دی ہے۔ کیا معنی کہ دو آیت اخیر سورۃ یعنی: "ام یقولون سے الدبر" تک ابتداء میں لکھ دی ہیں اور آیت ابتداء سورۃ قمر

یعنی: "وان یروا آیة" کو ان کے اخیر میں تحریر کر دیا ہے اور اسی ترتیب پر ترجمہ کیا ہے۔ پس یہ ایک سورۃ کی آیات میں تبدیل ترتیب ہے اور شرع میں مقرر ہے کہ ہر سورۃ کی آیات میں ترتیب بامر شارع توفیقی ہے۔ بدلیل احادیث صحیحہ و اجماع امت مرحومہ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر اتقان میں اس مسئلہ کے بیان میں ایک فصل مستقل بسط مناسب کے ساتھ ذکر کیا ہے اور شیخ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فارسی اور عربی دونوں شرح مشکوٰۃ میں اس امر کو تفصیل وار لکھا ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر فتح العزیز کے ابتداء سورۃ بقرہ میں اس مسئلہ کی تحقیق کے بعد ترتیب آیات کی مخالفت کو حرام اور بدعت شنیعہ کہا ہے جس نے اصل عبارات دیکھنی ہوں تو ان کتابوں میں دیکھے۔ الغرض یہ الہامات جن میں آیات قرآنی کی تحریف اور نیز آیات کی ترتیب کی تبدیل اور نیز ان کا پارہ پارہ کرنا شائع ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہرگز القاء نہیں ہیں اور بالیقین تلبیس ابلیس اور مکائد نفس خبیث سے ہیں۔ اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین عن ذالک!

اس جگہ پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ تحریف اور تبدیل وغیرہ اگر کسی بندے کی طرف سے ہو تو اس کی حرمت وغیرہ میں کیا شک ہے؟۔ لیکن جب خدائے کریم کی طرف سے ایسا ہو رہا ہے جیسا کہ براہین والے کا دعویٰ ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے تو اس کا جواب یوں ہے۔ باری تعالیٰ کا فرمان ہے: "ولا مبدل لکلمات اللّٰہ" اور تمّت کلمة ربک الآیۃ" ارشاد ہے۔ یعنی قرآن مجید کی آیات کو جو راست تر اور اعدل ہیں کوئی نہیں بدل سکتا۔ یا کوئی قادر نہیں کہ آیات قرآنی الٹا پلٹا کر دے۔ جیسا کہ توریت میں واقع ہوا ہے۔ یعنی کہ تحریف نے تاثیر کر دی اور کسی نے اس

امت سے تعاقب نہ کیا۔یا قرآن سے پیچھے نہ کوئی کتاب ہوگی جو اس کو نسخ کرسکے۔اور اس کے احکام تبدیل کرے۔یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر بیضاوی وغیرہ کا اور یہ بھی قرآن کا فرمان ہے کہ بے شک قرآن کتاب عزیز ہے یعنی بہت منفعت والی بے نظیر یا محکم جس کا ابطال اور تحریف غیر ممکن ہے۔باطل کسی طرف سے اس کو شامل نہیں ہوسکتا۔اس حکیم نے اتاری ہے جس کی ساری مخلوقات حمد کرتی ہے۔یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر بیضاوی و معالم التنزیل کا۔ پس ایسی آیات قرآنی سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور خواہش نہیں ہے کہ آیات قرآن کی تبدیل ہو۔بلکہ اس نے قرآن مجید کو راستی اور عدل سے پورا کردیا ہے۔اور تحریف وتبدیل سے محفوظ رکھا ہے اور اس کی نظم اور ترتیب اعلیٰ درجوں کی فصاحت و بلاغت پر شامل ہے۔پس کوئی کلام کلام الٰہی سے نظم اور ترتیب کے رو سے احسن متصور نہیں اور اس کی تبدیل وتحریف بھی غیر ممکن ہے۔نہ کسی نبی کی طرف اور نہ خدا تعالیٰ کی کسی کتاب سے۔کیونکہ یہ خلاف وعدہ ہے باری تعالیٰ اور باری تعالیٰ وعدہ کا خلاف ہرگز نہیں کرتا ہے۔پس متحقق ہوا کہ یہ الہامات قرآن کی تحریف وتبدیل کرنے والے حق سبحانہ کی جانب سے نہیں ہیں۔بلکہ نفسانیت صاحب براہین یا اس کے شیطان قرین کی طرف سے ہیں۔ایسے الحاد فی القرآن سے پناہ بخدا لایزال سورۃ فصلت میں ارشاد ہے:"ان الذین یلحدون الایۃ" یعنی جو لوگ استقامت سے برطرف ہوکر ہماری آیتوں میں طعن اور تحریف اور تاویل وغیرہ سے پیش آئے وہ ہم پر پوشیدہ نہیں۔یعنی ان کو اس الحاد کا بدلہ دیں گے۔کیا پس جو شخص آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا جو قیامت کے دن امن سے آوے جو چاہو کرلو۔یہ تہدید شدید ہے۔بے شک خدا تمہارے عملوں کو دیکھ رہا ہے۔یعنی ان کی سزا دے گا۔یہ بیضاوی

و مدارک وغیرہما کی عبارت کا ترجمہ ہے۔اور قرآن مجید کی سورۃ انعام میں ارشاد ہے: "ومن اظلم ممن افتریٰ" یعنی اور اس سے ظالم کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یہ کہے مجھ کو وحی آئی اور اس کو وحی کچھ نہیں آئی اور سورۃ ھود میں یوں فرمان ہے۔جس کا ترجمہ اور مراد یہ ہے کہ:"کون بہت ظالم ہے خدا پر جھوٹا افتراء کرنے والے سے۔" یعنی جس نے کسی اور کی بات کو اللہ کی اتاری بنادیا یا اللہ کی اتاری کا انکار کیا وہ لوگ روبرو آئیں گے اپنے رب کے۔یعنی قیامت کے دن روبرو کھڑے کئے جاویں گے یا ان کے اعمال پیش کئے جائیں گے اور کہیں گے گواہی دینے والے یعنی فرشتوں اور نبیوں اور اعضاء سے بھی ہیں۔جنہوں نے جھوٹ بولا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی بے انصاف لوگوں پر۔یہ عظیم دہشت دینا ہے ان کے ظلم پر جو خدا پر جھوٹ باندھا۔یہ ترجمہ ہے بیضاوی وغیرہ تفاسیر کی عبارتوں کا اور شاہ عبدالقادر دہلوی اس کے فائدہ لکھتے ہیں کہ"خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے۔علم میں غلط نقل کرنی یا خواب بنالینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یعنی شریعت کے مخالف یا دعویٰ کرنا کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔" انتہی بلفظہ!

مولینا قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کے مخالف کام کرنے والے لوگ بہت قسم کے ہیں۔ایک قسم ان میں سے فریبی اور جھوٹے اور مکار ہیں جن سے کوئی دعویٰ جن کے قید کرلینے کا کرتا ہے یا مدعی حالت کا ہوتا۔جیسے جھوٹے مشائخ اور فقراء۔پس یہ لوگ سخت عذاب کے مستحق ہیں۔جس سے ایسے لوگ جھوٹ اور فریب سے بعض آئیں اور بعضے ان لوگوں سے مستحق قتل ہیں۔جو فریب دکھا کر دعویٰ نبوت کرتا ہے یا شریعت کے بدلانے کے درپے ہوتا ہے اور مانند اس کے یہاں تک ترجمہ ہے

عبارت شرح فقہ اکبر کا۔اور یہ بھی معلوم ہو کہ براہین والے نے ص ۵۲۰، ۵۲۱ میں اپنے الہام کا قصہ یوں لکھا ہے کہ:’’۱۸۶۸ءیا۱۸۶۹ء میں ایک عجیب الہام اردو میں ہوا تھا جس کی تقریب یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی جو اول سے میرے ہم مکتب تھے جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالویوں کو ان کے خیالات گراں گذرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا۔چنانچہ اس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اس کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو مع ان کے والد کے مسجد میں پایا۔پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت تقریر سن کر معلوم کرلیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو۔اس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا۔رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اسی ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے برکت دے گا۔یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔‘‘انتہی بلفظہ!اور یہ مولوی محمد حسین شاگرد مولوی نذیر حسین دہلوی کے ہیں جو غیر مقلدین کے رئیس اور ابتداء میں مقلدین سے سخت مکابرہ سے پیش آ کر ان کو مشرک جانتے تھے اور ائمہ مجتہدین کی تقلید کو شرک و کفر مانتے تھے۔چنانچہ اس بارہ میں رسالے و اشتہار چھپواتے رہے۔پھر جب علماء مقلدین نے ان کے خیالات کی بواقعی تردید کی تو اس شدت مجادلہ سے کسی قدر لوٹے اور جب ان کے استاذ مولوی نذیر حسین دہلوی بسبب ظاہر ہونے ان کی سخت مخالفت شرع کے

واقعہ۱۳۰۱ہجری مکہ معظمہ میں قید ہوئے تو اپنے استاذ کی نصرت کے واسطے یہ مولوی محمد حسین اہل حرمین محترمین کو ظالم مشہور کرنے لگے اور حکام وقت اس دیار کے پاس ان کا شکوہ شکایت کرنی شروع کر دی جیسا کہ رسالہ اشاعت السنۃ نمبر۹ جلد ۷ کے ص ۶، ۵، ۲وغیرہا سے ظاہر ہے۔پس ان مولوی محمد حسین صاحب نے بھی گویا صاحب براہین کی تعریف کے شکریہ میں اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں ان کی اور ان کی براہین کی کمال تعریف کرنی شروع کر کے اخیر میں یہ لکھ دیا ہے۔مؤلف براہین احمدیہ نے یہ منادی اکثر زمین پر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت ہمارے الہامات وخوارق سے بچشم خود دیکھے۔پھر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہ حق نہیں ہے کہ کہ فی کس نہ سہی فی گھر ایک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنیٰ قیمت دے کر خرید کریں اور اس پر یہ شعر پڑھیں:

جمادی چند دادم جاں خریدم

بحمداللہ! عجب ارزاں خریدم

انتہی حاشیہ میں ادنیٰ قیمت ۲۵روپے درج ہیں جیسا کہ ص ۳۴۸نمبر ۱۱جلد ۷اشاعت السنۃ ذی قعدہ و ذی الحجہ ۱۳۰۱ھ اور محرم ۱۳۰۲ھ سے یہ عبارت منقول ہوئی ہے اور ان رسائل میں صاحب اشاعت السنہ نے براہین والے کے کلام کی تاویلات فاسدہ سے بہت ہی تائید کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیات قرآنی جب آنحضرت ﷺ یا دوسرے انبیاء علیہم السلام کے خطاب میں نازل ہوئی تھیں تو ان کا نام قرآن تھا اور جب انہیں بعینہ آیات سے اللہ نے غیر انبیاء کو مثل صاحب براہین کے مخاطب فرمایا تو اس کا نام قرآن نہیں رکھا جاتا اور غرض اس

ہذیان سے صاحب براہین کا تحریف قرآن اور الحاد آیات فرقان سے بچانا ہے۔ پھر صاف صاف اس قبیح مضمون کو اشاعت السنہ مذکورہ بالا کے ص ۲۶۳......۲۶۶ میں لکھا ہے جس کے قول کو فقیر راقم الحروف نقل کر کے قرآن وحدیث واجماع کی سند سے تردید کرتا ہے۔ تاکہ قرآن مبین اور دین متین کی تائید سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم!

قولہٗ ’’اور ایک ہی کلام کو ایک ہی وقت میں مخاطب یا متکلم کے لحاظ سے قرآن اور غیر قرآن کہنا اہل علم کے نزدیک مستبعد اور محل اعتراض نہیں۔‘‘ انتہیٰ بلفظہٖ! فقیر کہتا ہے کہ اس پر تین اعتراض وارد ہیں۔ پہلا یہ کہ مخاطب یا متکلم کا اختلاف ایک ہی کلام میں ایک ہی وقت میں غیر متصور ہے۔ اس لئے کہ پہلے متکلم نے جب کچھ کلام کی تو صرف اس کے بولنے سے وہ وقت گزر گیا پھر دوسرے متکلم کا اسی کلام کو اسی وقت بولنا کیونکر متصور ہوا؟۔ اور ایسا ہی حال ہے باعتبار اختلاف مخاطب کے جیسا کہ اہل علم پر ظاہر ہے۔ دوسرا یہ کہ اختلاف متکلم یا مخاطب کا کلام واحد وقت واحد میں اگر مانا جائے تو ایک ہی کلام کا ایک ہی وقت میں عقلاً ناجائز ہے۔ تیسرا یہ کہ قرآن مجید ازل سے ابد تک قرآن ہے۔ پس اس کو غیر قرآن کہنا شرعاً ناروا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات فرقانی کا نام قرآن رکھا ہے۔ جیسا کہ سورۃ زمر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی طرف اشارہ فرما کے قرآن عربی اس کا نام رکھا۔ پس جس نے ان آیات بعینہا کو غیر قرآن کہا بے شک قرآن کا مخالف ہوا۔

قولہ! کبھی ایک کلام جبکہ اس کا متکلم مثلاً خدائے تعالیٰ ٹھہرایا جائے کلام رحمانی کہلاتا ہے۔ کبھی وہی کلام جبکہ اس کا متکلم شیطان یا فرعون ٹھہرایا جائے۔ شیطانی یا فرعونی

کلام سے منقول ہے:’’انا خیر منه خلقتنی من نار وخلقته من طین‘‘ اور ایک یہ کلام فرعون سے:’’انا ربکم الاعلی‘‘ ان دونوں کو اگر یوں خیال کریں کہ یہ ابلیس و فرعون کی کہی ہوئی ہیں خواہ کسی زبان میں انہوں نے کہی ہوں۔ تو یہ کلام شیطانی وفرعونی کہلاتے ہیں۔‘‘ انتہیٰ بلفظہٖ! اور اسی صفحہ کے حاشیہ میں درج ہے:’’انا ربکم الاعلی‘‘ جبکہ کلام فرعون ٹھہرایا جائے۔ خواہ وہ کسی زبان میں ہو قرآن نہیں کہلاتا۔‘‘ انتہیٰ بلفظہٖ! فقیر کہتا ہے کہ متکلم کے اختلاف سے کلام مختلف نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ کلام اسی کی کہلاتی ہے جس نے اول بولی ہو۔ دیکھو جو شخص:’’الحمد لله رب العالمین‘‘ اور ’’قل هو الله احد‘‘ پڑھے گا تو یہ نہ کہا جائے گا کہ یہ اس کی کلام ہے۔ بلکہ مومن یہی کہے گا کہ یہ دونوں آیتیں باری تعالیٰ کی کلام ہے اور جو ’’انما الاعمال بالنیات‘‘ کہے گا تو یہی کہا جائے گا کہ یہ سرور عالم ﷺ کی حدیث ہے۔ اور جو ’’کفانیک من ذکری حبیب ومنزل‘‘ زبان پر لائے گا تو کہیں گے کہ یہ مصرع امرء القیس کے شعر کا ہے جیسا کہ مولانا قاری نے شرح فقہ اکبر میں یہ لکھا ہے۔ پس قرآن مجید کی آیات کو غیر خدا کی طرف منسوب کرنا اور کلام شیطانی وفرعونی کہنا علم والے مومن کا کام نہیں۔ بلکہ سچا مومن اس کے مقابلہ میں یوں کہے گا کہ خدا پاک ہے۔ یہ سخت بہتان ہے۔ کیونکہ جو کچھ قرآن شریف میں الحمدلله سے والناس تک ہے وہ حق تعالیٰ کا ہی کلام ہے اور زمین وآسمان اور ارواح کے پیدا ہونے سے پہلے سے لوح محفوظ میں لکھی گئی تھی جس کو جبرائیل امین نے آنحضرت ﷺ پر اتارا ہے۔ جیسا کہ خود قرآن مجید میں سورۃ بروج کی اخیر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:’’بلکہ وہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا۔‘‘ تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں۔ بلکہ وہ قصہ قرآن

قدیم کا ایسا ہے جو اس کے وقوع سے پہلے لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے جس پر شیطانوں اور جنوں اور آدمیوں کو دسترس نہیں ہے ۔امام بغوی نے تفسیر معالم میں اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ لوح محفوظ ایک تختی ہے سفید موتی سی جس کی لمبائی آسمان و زمین کے درمیان کے برابر ہے اور چوڑائی اس کی مشرق سے مغرب تک کی ہے اور کنارے اس کے موتی اور یاقوت کے ہیں اور دفتر ینے اس کے سرخ یاقوت کے ہیں ۔نوری قلم سے اس میں قرآن لکھا ہے ۔اوپر سے عرش مجید سے لگی ہے اور نیچے سے فرشتہ کی گود میں ہے ۔یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر فتح العزیز کا اور مدارک وجلالین وغیرہما میں بھی ایسا ہی ہے ۔لیکن امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر اتقان میں بسند طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس حدیث کو مرفوع روایت کیا ہے تھوڑے سے تفاوت کے ساتھ اور نیز حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔یا محمد ﷺ قرآن کے ساتھ اپنی زبان مت ہلا ۔تا کہ جلدی سے اسے یاد کرلے اور تھے آنحضرت ﷺ کہ شروع کرتے تھے پڑھنا آیات قرآن کا ۔حضرت جبرائیل علیہ السلام کی فراغت سے پہلے اس لئے کہ کچھ بھول نہ جائے ۔پس آپ ﷺ کو کہا گیا کہ مت ہلا اپنی زبان کو وحی کے پڑھنے میں ۔جب تک جبرائیل پڑھتا رہے تا کہ تو جلدی سے اسے یاد کرلے اور کچھ فروگذاشت نہ ہوجائے ۔پھر اس جلدی سے روکنے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ بے شک ہمارا ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا تیرے سینے میں اور اس کا یاد کرانا تیری زبان پر اور مت جلدی کر قرآن پڑھنے میں اس کی وحی کے ختم ہونے سے پہلے ۔پس جب ہم پڑھیں قرآن کو یعنی جبرائیل تجھ پر پڑھے تو اس کے پڑھنے کی متابعت کر پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کرنا جب تجھ پر اس کے معنی میں کچھ مشکل پڑ جائے یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر

مدارک کا اور اکثر تفاسیر میں ایسا ہی ہے ۔پھر پہلی آیت جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی قرآن مجید سے وہ بالاتفاق ابتداء سورۃ علق کا ہے ۔مالم یعلم تک تفسیر فتح العزیز میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک دن غسل کے واسطے غار حراء سے باہر تشریف لاکر پانی کے کنارے پر کھڑے ہوئے کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے ہوا سے پکارا کہ یا محمد ﷺ پس آنحضرت ﷺ نے اوپر کو دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا ۔پس تین مرتبہ آپ ﷺ کو پکارا اور آپ ﷺ دائیں بائیں دیکھتے تھے کہ ایک سورج کی طرح نورانی شخص آدمی کی شکل میں دیکھا جس کے سر پر نور کا تاج ہے اور سبز ریشمی پوشاک پہنی ہوئی ہے ۔آپ ﷺ کے پاس آکر کہا کہ پڑھ اور بعض روایتوں میں ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے سبز دریائی کے قطعہ میں کچھ لکھا ہوا آپ ﷺ کو دیا اور کہا کہ پڑھو آپ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا مجھے حرفوں کی شناس نہیں اور ان پڑھ ہوں ۔اخیر حدیث تک یہ ترجمہ ہے ۔عبارت تفسیر عزیزی کا ۔اور مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر کے ملحقات میں لکھتے ہیں کہ شارح عقیدہ طحاویہ نے شیخ حافظ الدین نسفی کی منار سے ذکر کیا ہے کہ قرآن نام ہے نظم اور معنی دونوں کا اور ایسا ہی دوسرے اصولیوں نے کہا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جو منسوب کرتے ہیں کہ جس نے نماز میں قرآن کا ترجمہ فارسی پڑھا تو روا ہے تو آپ کا اس سے رجوع ثابت ہے ۔چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ باوجود قدرت عربی کے غیر عربی روا نہیں ہے اور یہ بھی آپ نے کہا ہے کہ جو شخص بغیر عربی کے قرأت پڑھتا ہے یا تو وہ دیوانہ ہے معالجہ کیا جائے یا زندیق ہے قتل کیا جائے ۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عربی میں کلام کی ہے اور معجزہ ہونا قرآن کا نظم اور معنی دونوں سے حاصل ہے ۔یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا ۔پس قرآن وحدیث اور کتب عقائد اہل

سنت سے متحقق ہوا کہ تمام عربی آیات جن کا نام قرآن ہے وہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہیں اور انہیں حروف وکلمات سے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی تھیں۔حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر میں اور علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام سے بطور اخبار یا حکایت کے جو ذکر کیا۔اور فرعون و شیطان وغیرھما سے بھی جو بیان کیا ہے بے شک یہ دونوں قسم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی کلام قدیم ہیں جو ان سے خبر دی گئی ہے۔یعنی موافق اس کے جو کلمات معانی پر دلالت کرنے والی لوح محفوظ میں لکھے گئے ہیں۔آسمان وزمین اور ارواح کے پیدا کرنے سے پہلے کی۔نہ یہ کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ وغیرھما انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام سے اور فرعون و شیطان اور دوسرے کفار سے سن کر اللہ تعالیٰ نے ان سے نقل کیا ہے۔پس اب کچھ فرق نہیں ہے درمیان خبر دینے حق تعالیٰ کے ان کے اخبار واحوال واسرار سے جیسا کہ سورۃ:"تبت یدا" وآیت قتال وغیرھما میں ہے اور نہ درمیان ظاہر فرمانے باری تعالیٰ کے اپنی صفات وافعال وخلق مصنوعات میں جیسا کہ آیت الکرسی سورۃ اخلاص وغیرھما میں ہے اور نہ درمیان آیات افاقیہ وانفسیہ کے۔کہ یہ سب کے سب باری تعالیٰ کی کلام ہے اور اس کی صفت پاک حاصل الکلام،کلام اللہ شریف حادث نہیں غیر مخلوق ہے اور موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی کلام اگر چہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہو اور ایسا ہی کلام دوسرے انبیاء ومرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین وملائکہ مقربین کی مخلوق ہے جو ان کی پیدائش کے بعد حادث ہوئی اور قرآن حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی کلام ہے نہ مجازاً اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح قدیم ہے مخلوق کی کلام کی طرح نہیں۔کیونکہ ان کی ذات اور کلام دونوں حادث ہیں۔اس لئے کہ صفت موصوف کے تابع ہوتی ہے اور یوں ہی کہا

جائے گا کہ نظم عبرانی جو توریت ہے اور نظم عربی جو قرآن ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔اس لئے کہ ان کے کلمات وآیات کلام الٰہی کی دلیلیں اور علامات ہیں اور اس لئے کہ ان کی نظم کا ابتداء اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی حدیث حدیثوں سے پڑھو گے تو یہی کہو گے کہ یہ جو میں نے پڑھا ہے اور ذکر کیا ہے میری کلام نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی کلام ہے۔کیونکہ ابتداءاس کلام کی نظم کا رسول اکرم ﷺ ہی سے ہوا تھا اور اسی قبیل سے ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے آیت "وان احد من المشرکین استجارک" میں آیت قرآن مجید کو کلام اللہ فرمایا ہے یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا اور مشکوٰۃ المصابیح میں سنن دارمی وجامع ترمذی سے بروایت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ لایا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھوائی جس میں سے دو آیتیں خاتمہ سورۃ بقرہ کی نازل فرمائیں اور سنن دارمی سے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لایا ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے ایک ہزار برس پہلے سورۃ طٰہٰ ویٰسین کی تلاوت فرمائی تھی۔یہ ترجمہ ہے مشکوٰۃ کی حدیثوں کا۔اب قرآن مجید اور حدیث اور عقائد اہل سنت کی کتابوں سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ قرآن مجید کی ساری آیتیں اللہ تعالیٰ کی ہی کلام ہے۔کسی مخلوق کی کلام کو اس میں دخل نہیں ہے اور جو کچھ اس میں نبیوں کے قصے اور صدیقوں کی باتیں اور کافروں کے حالات اور بدبختوں کے مقالات ہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی ہی کلام ہے جو اس پاک ذات نے ان لوگوں کے پیدا ہونے سے پہلے بموجب اپنے علم ازلی کے ان سے خبر دی ہے۔

پس صاحب رسالہ اشاعت السنہ کا یہ قول کہ آیت "انا خیر منہ" کلام شیطانی

ہے اور آیت "انا ربکم الاعلی" کلام فرعونی ہے اور قرآن نہیں کہلاتا جیسا کہ اشاعت السنہ سے اوپر منقول ہو چکا ہے۔ قرآن مجید کی صدہا آیات کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟ اور جمیع قصص قرآنی اور حکایات فرقانی کو کلام مخلوق بنا دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ اعاذنا اللہ سبحانہ وجمیع المسلمین عن ذالک مولانا قاری رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ﷺ کی فقہ اکبر کے اس قول کے نیچے کہ کلام اللہ شریف غیر مخلوق ہے لکھتے ہیں کہ کلام اللہ بالذات قدیم ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن مجید کو سن کر خیال کیا کہ یہ آدمی کا کلام ہے تو ضرور وہ کافر ہوا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی ہے اور اس کو عذاب دوزخ سے ڈرایا ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا، اور یہ بھی اسی کتاب میں ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن رسول کریم کی بات ہے۔ اس نے دلالت کی کہ قرآن رسول کریم کی کلام جبرئیل یا محمد ﷺ کی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ رسول بتا رہا ہے کہ اس نے قرآن کو اپنے بھیجنے والے سے پہنچایا ہے۔ اس لئے یوں نہیں فرمایا کہ یہ کلام فرشتہ یا نبی کی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ رسول نے اپنے بھیجنے والے یعنی حق تعالیٰ سے پہنچایا نہ یہ کہ اس نے اپنی ذات سے یہ کلام پیدا کی ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد رسول سے ایک آیت میں جبرائیل ہے اور دوسری آیت میں محمد ﷺ ہیں۔ پس دونوں کی طرف سے اس کلام کی نسبت کرنے سے ظاہر ہو گیا کہ یہ نسبت صرف پہنچانے کے واسطے ہے۔ کیونکہ ایک شخص نے جس کلام کو پیدا کیا ہو تو منع ہے کہ دوسرا اس کو پیدا کر سکے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ بے شک حق تعالیٰ نے قرآن کو آدمی کی کلام بنانے والے کی تکفیر کی ہے۔ پس جس نے قرآن کو آنحضرت ﷺ کی کلام بنایا کہ آپ ﷺ نے از خود یہ کلام بنائی ہے تو وہ کافر ہوا۔ اور اس

میں کچھ فرق نہیں کہ قرآن کو آدمی کی یا جن کی یا فرشتہ کی کلام کہے۔ (یعنی ان تینوں صورتوں میں سزا اس کی دوزخ ہے) اس لئے کہ کلام اس کی ہوتی ہے جس نے اول کہی ہو۔ نہ اس کی جس نے پیغام پہنچایا ہو۔ یہ ترجمہ ہے عبارت فقہ اکبر کا۔ کیا خوش کہا ہے کہنے والے نے کہ:

اگرچہ قرآن از لب پیغمبر است

ہر کہ گوید حق نہ گفتہ او کافر است

ان معتبر سندوں سے اگر صاحب اشاعت السنہ کی تسلی نہ ہو کہ یہ علماء مقلدین کے حوالی ہیں۔ شاید ان کو پسند نہ ہوں تو اولاً اس کا جواب یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر سے اسی اشاعۃ السنہ کے ص ۲۹۲......۲۹۴ میں بھی سند لی ہے اور نیز ص ۳۱۴، اشاعت السنہ میں بھی حضرت شاہ عبدالعزیز کی کمال تعریف کر کے ان سے سند لی ہے۔ اور ثانیاً یہ جواب ہے کہ علماء غیر مقلدین بھی اسی اعتقاد پر ہیں جو اوپر مذکور ہوا ہے۔ جیسا کہ سند ان کی بھی بعض کتابوں سے منقول ہوتا ہے۔ تا کہ ظاہر ہو کہ اشاعت السنہ والا نے اپنی قوم سے بھی سخت مخالفت کی ہے۔ "نھج مقبول من شرائع الرسول" جو تالیف ہے بڑے بیٹے مولوی صدیق حسن بھوپالی کی اور خود مولوی مسطور نے اس کی تصحیح کر کے بھوپال میں چھپوائی ہے اور یہ باپ بیٹا مشاہیر علماء غیر مقلدین سے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ اسی سے ابتداء ہوا اور اسی کی طرف رجوع ہوگا اور قرآن کے لفظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ سے ہیں جبرائیل امین صرف ناقل ہیں آنحضرت ﷺ فقط پہنچانے والے ہیں اور جتنا لوگوں نے قرآن مجید پڑھا اور پڑھیں گے وہ تمام اللہ تعالیٰ کی کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کلام فرمائی اور بے شک حضرت جبرائیل نے ان سے سنی اور بالیقین آنحضرت ﷺ پر

اتاری جو کوئی کہے کہ وہ کلام فرشتہ کی یا آدمی کی ہے تو اس کا مکان دوزخ ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت فارسی نہج مقبول کا، اور یہ عبارت اس کے ص ۵ میں ہے۔

قولہ یعنی اشاعت السنہ میں لکھا ہے اور اگر بعینہ ان دونوں کی نسبت یہ خیال کریں کہ بہ ضمن حکایت ابلیس وفرعون یہ کلام خدا میں پائی گئی ہیں تو یہ کلام رحمانی اور جزو قرآن کہلاتے ہیں۔ انتہی بلفظہ! فقیر کہتا ہے کہ آیت ”انا خیر منہ“ اور آیت ”انا ربکم الاعلی“ کو اللہ تعالیٰ کی کلام اور جزو قرآن بنانے میں کسی کے خیال کرنے کی کیا حاجت؟ یہ دونوں آیتیں فی الحقیقت اور دراصل حق تعالیٰ کی کلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا ہے اور شیطان فرعون کے پیدا ہونے سے ہزارہا برس پہلے حق تعالیٰ نے ان کو لوح محفوظ میں لکھوایا جیسا کہ قرآن وحدیث وعقائد اہل سنت سے اوپر مبرہن ہو چکا ہے۔ پس اس کلام عربی معجز نظام کو شیطان وفرعون کی کلام بنانا اور قرآن میں ان سے نقل کا اعتبار وخیال کرنا محض ہذیان اور بہتان ہے۔ خدائے سبحانہ وتعالیٰ جمیع اہل ایمان کو اس اعتقاد وخیال سے بچائے اور عاقبت بخیر فرمائے۔ واضح رہے کہ یہ اقوال صاحب اشاعۃ السنہ کے جن کا بنائے اختلاف متکلم پر ہے صاحب براہین احمدیہ کی تائید کی تمہید میں تھے جس میں صاحب اشاعۃ السنہ نے اس کی محبت میں اپنا ایمان قربان کر دیا جیسا کہ شرعاً متحقق ہو چکا ہے۔ اب فقیر کاتب الحروف اس کے وہ اقوال جو اصل تائید صاحب براہین میں ہیں جن کا مدار اختلاف مخاطب پر ہے نقل کر کے ادلہ شرعیہ سے ان کی تردید لکھتا ہے۔ واللہ ہو المعین!

قولہٗ! ”ایسا ہی اختلاف مخاطب کے سبب اختلاف کلام کو سمجھنا چاہئے۔“ انتہی بلفظہ! فقیر کہتا ہے کہ ایک نقص اس پر اوپر لکھا گیا ہے دوم علماء بدیع ومعانی وغیرھم نے تصریح کی ہے کہ کلام یا خبر ہے یا انشاء اور ان دونوں کے معنی میں کسی نے اختلاف مخاطب کا کچھ بھی اعتبار نہیں کیا نہ معلوم کہ اس نئے مولوی نے یہ اقسام کلام کہاں سے نکالی ہیں۔

قولہ! ”جو کلام خدائے تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے خطاب میں فرمایا ہے اور وہ ایک کتاب معروف میں درج ہو کر مسلمانوں میں پڑھا جاتا ہے۔ وہ قرآن کہلاتا ہے۔“ انتہی بلفظہ! فقیر کہتا ہے کہ خطاب کلام میں بصیغہ حاضر ہوتا ہے۔ تلخیص المفتاح، مطول کے متن میں لکھا ہے کہ تکلم سے خطاب کی طرف آیت ”ومالی لا اعبد الذی“ میں اور خطاب سے غیبت کی طرف آیت ”حتی اذا کنتم“ نے ”الفلک“ میں اور غیبت سے خطاب کی طرف آیت ”ملک یوم الدین۔ ایاک نعبد“ میں التفات ہے۔ یہ ترجمہ ہے اس عبارت عربی کا جس سے ثابت ہوا کہ خطاب مخاطب کر کے بات کرنے کا نام ہے۔ پس معلوم رہے کہ یہ تعریف قرآن مجید کی جو صاحب اشاعۃ السنہ نے بیان کی ہے اس سے ہزارہا آیات قرآن کی قرآن ہونے سے خارج ہو گئیں۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ قرآن مجید کی تمام آیات سے مخاطب نہیں ہیں۔ یعنی سارے قرآن مجید میں آپ ﷺ کو خطاب نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہ آیتیں جن میں آپ ﷺ کو خطاب ہوا ہے مثل اور علم دیا آپ ﷺ کو اس کا جو آپ ﷺ کو معلوم نہ تھا اور کہہ دے یا محمد ﷺ اگر تم خدا سے محبت کرنی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اور یہ بے شک ہم نے بخشا آپ ﷺ کو کوثر یہ ترجمہ ہے آیات وخطاب کا، اور ایسی آیات خطاب تھوڑا سا حصہ ہیں قرآن مجید کا اور نیز آنحضرت ﷺ کے قرآن شریف کی بہت سی آیات میں مخاطب ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل اور اس امت مرحومہ کے مومن اور کفار اور جن وغیرہم، اور نیز صدہا آیات قرآنی ایسی ہیں جن میں کسی کو خطاب نہیں کیا گیا۔ پس

اس تفسیر کی رو سے صدہا آیات قرآن مجید ہونے سے خارج ہوگئیں۔ مرزا قادیانی کے اس مؤید پر سخت افسوس ہے جس نے تقاضائے محبت اور ان کی نکمی دوستی میں ہزارہا آیات قرآنی کو کلام اللہ شریف سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کا منتقم کافی ہے۔ سبحان اللہ! عوام اہل اسلام ایسے لوگوں کو علماء دین سے جانتے ہیں اور وہ اپنے رسالہ کا نام اشاعت السنہ مشہور کر کے آپ کو اکابر مصنفین سے اور صاحب براہین احمدیہ کو کاملین مکملین سے مانتے ہیں اور فی الاصل یہ دونوں صاحب سارے غیر مقلدین کی طرح دنیا کی سخت محبت میں گرفتار ہیں اور مال حرام وحلال کے جمع کرنے کی کوشش میں سرشار ہیں۔ چنانچہ اپنے رسالوں کے حق تصنیف بیچ کر بہت سے روپے جمع کر لیتے ہیں اور خود رسالہ اشاعۃ السنہ جو سال تمام میں چوبیس جزو ہوتا ہے ایک یا دو روپیہ اس کی قیمت میں عمدہ منفعت ہے اور صاحب اشاعۃ السنۃ نوابوں سے تیس روپیہ سالانہ اور دوسرے غنیوں سے پندرہ روپیہ اور متوسط گزارہ والوں سے سات روپیہ اور کم وسعت والوں سے تین روپے بارہ آنہ سالانہ لیتے ہیں اور براہین احمدیہ جو تینتیس جز کی کتاب ہے۔ بازاری قیمت دو یا تین روپے رکھتی ہے۔ مرزا قادیانی نے ادنیٰ قیمت اس کی پچیس روپیہ اور اعلیٰ قیمت ایک سو روپیہ تک مقرر کی ہے جو اس کی کتاب خریدے خواہ وہ رافضی ہو یا بت پرست ہی ہو ان کی بہت مبالغہ اور غلو سے تعریف کرتا ہے اور جو اس کی کتاب کوئی نہ خریدے۔ اگرچہ نواب مسلمان ہی ہو۔ اس کی پرلے درجہ کی توہین کر کے قارون سے اس کو تشبیہ دیتا اور دنیا پرستوں سے بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ اس کی کتاب کے پہلے اور دوسرے اور چوتھے حصہ کے ابتدائی اوراق ملاحظہ کرنے سے یہ حال معلوم ہو جاتا ہے اور نیز جب بہت سے روپیہ آنے کا اس کو الہام ہوتا ہے تو کمال ہی خوشحال

ہوتا ہے اور جب معلوم ہو کہ وہ تھوڑا سا روپیہ ہے تو سخت غم کا پامال ہوتا ہے۔ جیسا کہ براہین کے ص۵۲۲ سے ۵۲۴ تک کے مطالعہ کرنے سے ظاہر ہے۔

پس یہ سارا مدار دنیا کی سخت محبت اور روپیہ پیسہ جمع کرنے پر ہے جس کو دانشمند بخوبی جانتے ہیں اور پورا علم حق تعالیٰ کو ہے۔ الحاصل قرآن مجید کی جامع مانع تعریف وہ ہے جو علماء اسلام کی کتابوں میں درج ہے۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر اور مولانا قاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں لکھا ہے قرآن مجید حضرت ﷺ پر تیئیس برس کی مدت میں آیت آیت اتارا گیا ہے اور مصحفوں میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی جو دفتین میں مکتوب ہے وہ سب کلام اللہ ہے پر دوسری جگہ فقہ اکبر اور اس کی شرح میں لکھا ہے کہ قرآن مجید مصحفوں میں لکھا ہوا اور دلوں میں یاد اور زبانوں پر پڑھا گیا اور آنحضرت ﷺ پر بالتدریج اتارا گیا ہے۔ بواسطہ حروف، مفردات ومرکبات مختلف حالتوں میں یہ ترجمہ ہے عبارت عربی کا۔ اب دانشمند لوگ اس نہایت عجیب وغریب آدمی کو دیکھیں جو تنزیل اور خطاب میں امتیاز نہیں رکھتا اور قرآن مجید کی آیات کو فرعون وشیطان کی کلام بنا دیتا ہے اور اس مایہ علمی پر اس کو یہ ادعا ہے کہ مجتہدین دین غلطی پر تھے اور میں دین متین کی تائید کر رہا ہوں۔ پس یقیناً یہ رعونت اور جہل مرکب کا شعبہ ہے پھر اشاعت السنہ میں لکھتے ہیں۔ قولہ! ''وہی کلام (یعنی جس کا نام قرآن ہے) اگر کسی غیر نبی کے خطاب میں اور پہلے توریت انجیل وغیرہ میں یا کسی ولی کے الہام میں خدا نے فرمایا ہے تو وہ قرآن نہیں کہلاتا۔ گو حقیقت میں وہ بعینہ وہی کلام ہے جو قرآن میں پایا جاتا ہے۔'' انتہی بلفظہ! فقیر کہتا ہے کہ اس عبارت میں ہرچند بہت سی غلطیاں ہیں مگر جن کا بیان یہاں ضروری ہے وہ یہ ہیں اور پر لکھا گیا ہے کہ قرآن مجید کی آیات کو قرآن

بنانے میں خطاب کوکوئی دخل نہیں۔قرآن وہ ہے جوسرورعالم ﷺ پراتارا گیا اورآپ ﷺ کی طرف کلام الٰہی سے وحی ہوا۔اورقرآن اس اترنے سے پہلے بھی قرآن تھا اوراس سے پیچھے بھی قیامت تک قرآن ہی کہلاتا ہے اورکسی ولی پرکوئی آیت قرآن کی الہام ہوجائے تو وہ قرآن سے خارج نہیں ہوتی ہے بلکہ قرآن مجیدازل سےابدتک قرآن ہی ہے۔معنی اس کےکلام نفسی قدیم ہےاوراس کی نظم بھی حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ہےاوربےشک خدائے پاک نےاس کا نام قرآن حکیم رکھا ہے۔پس غیرممکن ہے کہ قرآن غیرقرآن بن جائے اور عقائداہل سنت میں مقررہوچکا ہے کہ حق سبحانہ کی صفات پربھی تغیرنہیں آتا ہے۔جیسا کہ اس کی ذات پر بدلتا نہیں ہےاورخودغیرمقلدین کی ''نہج مقبول'' میں ہے و''برذات وصفات الٰہی تغیرنمی رود'' ص۱۰اص۱۶میں دیکھو۔پرتعجب یہ ہے کہ خودصاحب براہین جس جس آیت قرآن کی اپنی طرف الہام ہونے کامدعی ہے۔ان کا آیات قرآنی ہی نام رکھتا ہے۔جیسا کہ اوپربراہین کےص۴۸۵،۴۹۸سےمنقول ہوچکا ہےاورپھر صاحب اشاعت السنہ اس کی تائید میں قرآن کوغیرقرآن اوربعض آیات قرآنی کلمات فرعونی وشیطانی بتارہا ہے۔خداجانے یہ شخص اگرقرآن کی بےادبی میں غضب الٰہی سے پرواہ نہیں رکھتا تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ خلاف مرضی قائل فیصلہ کےاس کےقول کی توجیہ کررہا ہے۔الٰہی ایسی نادانی سے پناہ دے۔ہمارےاورہماری قوم میں سچافیصلہ کر۔پھراشاعت السنہ کےص۳۰۴میں جو لکھا ہے کہ:قولہ !''شیطان بجزبرائی گمراہی کےاورکچھ القانہیں کرتا ہےاوران الہامات میں سراسرہدایت تسلیم کی گئی ہے۔گمراہی کی کوئی بات ان میں مانی نہیں گئی پھریہ القاءشیطانی کیوں کرہوسکتا ہے۔''........الخ !انتہی بلفظہ!

فقیرکہتا ہے کہ اوپرمتحقق ہوچکا ہے کہ مرزاقادیانی نے براہین کےالہامات میں حق تعالیٰ پرافتراءکیا ہےاورقرآن مجید کی آیات میں لفظی معنوی تحریف کی ہےاوراپنی خودستائی یہاں تک کی ہے کہ انبیاءسے برابری کردی ہےتو یہ سب برائیوں سے بڑھ کر برائی اورسخت بےحیائی ہے جس کو دیدہ حق بیں اوردل حقیقت گزیں عطاءنہ ہوتو وہ ان باتوں کوکب دیکھتا ہےاورکیوں پرواکرےان باتوں کی جوخودسواداعظم سےنکل جائے اور صاحب براہین احمدیہ اس کی کمال مدح کرے۔یہاں تک کہ باذعاءالہام رب العالمین اس کوکاملین مکملین میں داخل کردےاورغیرمقلدین وغیرھم کواس کےکمال حال ومآل پر آگاہی بخشےتو یہ صاحب اشاعت السنہ اس کےاقوال باطلہ کونہایت اہانت قرآن کریم سے کیوں نہ تائیدکرے۔خداہی اپنے دین کا حافظ ہورہا ہے یہ کہ اشاعۃ السنہ کےص۲۵۹میں تحریر ہےعربی فقرہ انا انزلناه قريبًا من القاديان!، ''وبالحق انزلناه وبالحق نزل'' اس میں کسی کولفظ نزول سےنزول قرآن یاوحی رسالت کاشبہ گزرےتواس کویوں دفع کرسکتا ہے کہ یہ لفظ (نزول)وحی رسالت یاقرآن سےمخصوص نہیں ہے بلکہ یہ لفظ بخشش وعطاکےمعنوں میں بھی آیا ہے۔چنانچہ آیت زمر میں فرمایا ہےخدانےتمہارےلئے آٹھ جوڑی مواشی اتاری۔یعنی عطافرمائی ہیں۔پس ایسا ہی عطاءالہام معارف صاحب قادیان کےنزول سےتعبیرفرمایا ہے۔'' انتہی بلفظہ ! ملتقطا۔

فقیرکہتا ہے کہ یہ تاویل کئی وجہ سے باطل ہے پہلی وجہ یہ کہ صاحب براہین نے اس الہام کےبیان میں لفظ نزول کااتارنے سے تینوں جگہ میں ترجمہ کیا ہےاورصاحب اشاعت السنہ نےاسی ص۲۵۹کی آٹھویں سطرمیں اس کونقل کیا ہےتو اب برخلاف مرادقائل

اس کے قول کی تاویل کرنی سراسر بے جا ہے۔دوسری وجہ قادیان کے قریب انزال معارف والہام کو جب آیت " وبالحق انزلناه وبالحق نزل" سے جوصرف قرآن مجید کے اتارنے اور اترنے کے بیان میں ہے۔ملا کر لکھا ہے تو یہ طرز کلام او رمقتضائے مقام اس تاویل کو باہزار زبان باطل کررہا ہے۔تیسری وجہ آیت "وانزل لکم من الانعام" میں لفظ انزال بھی اکثر مفسرین کے نزدیک اپنے حقیقی معنوں یعنی اتارنے میں مستعمل ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کے ساتھ بہشتوں سے مواشی اتارے تھے۔جیسا کہ تفسیر مدارک وتفسیر کبیر ونیشاپوری وخازن وحسینی ولباب وغیرھا میں درج ہیں اورنیز انہیں تفاسیر میں ہے کہ مواشی کی زندگی نباتات سے ہے اورنباتات کا قوام پانی سے ہے اور پانی آسمان سے اتارا جاتا ہے۔پس گویا مواشی بھی آسمان سے اتارے گئے۔علاوہ مذکورہ بالا تفاسیر کے تفسیر ابوسعود و بیضاوی میں بھی ایسا لکھا ہے۔پس ان دونوں وجہوں میں انزال کے معنی عطا کے نہ ہوئے اور جمہور مفسرین نے آیات شریفہ کے معنی یوں کئے ہیں کہ خدا نے تمہارے لئے مواشی پیدا کئے تو یہ آیت مثل آیت سورۃ النمل اور سورۃ یٰسین کے ہوئی جن میں مواشی کے پیدا کرنے کا ذکر ہے تو ان معنوں کی رو سے بھی انزال کو عطا پر حمل کرنا نا روا ٹھہرا اور یہ جو کسی مفسر نے اس آیت میں مواشی کے اتارنے کو غیر ظاہر المراد خیال کر کے عطا کے معنی بھی لئے ہیں تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ قرآن مجید کے اتارنے اور اترنے کو عطا کے ساتھ تفسیر کیا جائے۔کیونکہ وقت متعذر ہونے حقیقت کے مجاز کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔پس "وبالحق انزلناه" کو انزال انعام پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

الغرض صاحب اشاعت السنۃ صاحب براہین کی تائید نہیں کررہا بلکہ اس کی

ضلال واضلال کو بڑھا کر درپے اس کی توہین کے ہے۔برسولاں بلاغ باشد وبس اور وہ جو صاحب اشاعت السنہ نے "یامریم اسکن انت و زوجک الجنۃ" کی تاویل ص ۴۸۰ میں لکھا ہے صاحب براہین کوروحانی مناسبت کے سبب مریم سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلاشوہر حامل ہوئی ہیں ایسے ہی مؤلف براہین کو بلا تربیت وصحبت کسی پیر وفقیر ولی مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پاکر مورد الہامات غیبیہ وعلوم لدنیہ ہوئی ہیں اس تشبیہ کی ایک ادنیٰ مثال نظامی کا یہ شعر ہے۔

ضمیرم نه زن بلکه آتش زنست
که مریم صفت بکر و آبستن ست

انتہیٰ بلفظہ! بقدر الحاجۃ!

فقیر کہتا ہے کہ یہ تاویل باطل ہے کہ ارکان تشبیہ چار ہیں۔مشبہ، مشبہ بہ، وجہ شبہ، حرف تشبیہ لفظی ہو یا تقریری جیسا کہ مطول وغیرہ میں ہے۔اب ظاہر ہے کہ فقرہ "یا مریم اسکن ... الخ میں مشبہ کا تو ذکر ہی نہیں تشبیہ کیونکر پائی گئی؟ بلکہ صاحب براہین کا ادعا ہے کہ اس کو یا آدم یا عیسیٰ یا مریم وغیرھم اسماء انبیاء سے خطاب ہورہے ہیں۔پس صریح محال ہے کہ ایک ہی شخص باپ بیٹا مائی سب کچھ بن جائے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ جس کو فیضان الٰہی ہو وہ قرآن میں تحریف کرے اور انبیاء سے برابری کا دعویٰ کرے اور وغیرہ امور سخت مخالف شرع عمل میں لائے۔پس یقیناً صاحب براہین حدود شرعیہ سے نکل کر طغیان اور عصیان کے پرلے درجے تک پہنچا ہے۔یہاں تک پہلی قسم کے الہامات مع جواب تاویلات صاحب اشاعۃ السنہ کے ذکر سے فراغت حاصل ہوئی ہے۔

اب دوسری قسم کے الہامات کا یعنی جن میں صاحب براہین نے انبیاء پر اپنی فضیلت جتائی ہے بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ براہین کے ص ۲۴۰ میں عربی الہام حمد کا دعویٰ کر کے اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ "خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔" انتہی بلفظہ۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ "حمد" احسان کے بعد ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر و نیشاپوری و فتح العزیز وغیرہا میں درج ہے اور مجمع البحار میں حدیث لکھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حمد شکر کا سر ہے۔ اس لئے کہ اس میں نعمت کا اظہار ہے اور عام تر ہے۔ پس حمد میں شکر اور زیادتی ہے انتہی اور رد المحتار میں ہے کہ عرفاً حمد وہ فعل ہے جو منعم کے انعام دینے کی تعظیم سے خبر دار کرے الی قولہ اور حمد جہاں مطلق ہو تو عرفی ہی مراد ہوتی ہے۔ سید شریف نے حواشی مطالع میں یہ لکھا ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت رد المحتار کا۔ پس محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کی حمد کرے۔ اس لئے کہ منعم حقیقی تو حق تعالیٰ ہی ہے اور رہا وصف اس کے قرآن اور صحیح احادیث میں کہیں بھی صراحۃً نہیں آیا کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب محمد ﷺ یا کسی اور نبی کی انبیاء علیہم السلام سے حمد کر رہا ہو۔ بلکہ حق تعالیٰ نے سب خواص و عوام کو ارشاد کیا ہے کہ تم سب کہو "الحمدللّٰہ رب العالمین" پس کیونکر متصور ہو کہ باری تعالیٰ مرزا قادیانی کی عرش سے حمد کر رہا ہے؟ یعنی اس کو سب اپنے مقبول بندوں پر جن میں انبیاء بھی داخل ہیں فضیلت دے رہا ہے۔ خدا جانے صاحب براہین نے رب العالمین پر کونسا انعام کیا ہے جس کے بدلے وہ سب کے محمود کی حمد کا مستحق ٹھہر گیا ہے؟ یہ بڑا بہتان عظیم، نہایت تکبر اور حمق و رعونت اور جھوٹ و فریب سے پیدا ہوا ہے علاوہ ازیں اس فقرہ الہامیہ عربیہ کی رکاکت لفظی علماء اسلام سے مخفی نہیں ہے اور قرآن مجید میں جو لفظ حمید کا باری تعالیٰ

کی صفت میں واقع ہوا ہے تو وہ لفظ غنی و عزیز وغیرہما سے نزدیک کیا گیا ہے تاکہ دلالت کرے کہ حق تعالیٰ حمد کیا گیا ہے نہ حمد کرنے والا۔ جیسا کہ مشہور تفاسیر اور ترجموں میں درج ہے۔ اور اگر فرض کریں کہ حمید بمعنی حامد ہے تو وہ سبحانہ اپنی ذات و صفات کا حمد کرنے والا ہے۔ مجمع البحار میں نہایہ سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حمید ہے تو وہ ہر حال محمود ہے انتہی! اور قرآن میں جو حق تعالیٰ کا شاکر و شکور ہونا مذکور ہے تو اس سے بھی یہی مراد ہے کہ باری تعالیٰ تھوڑے عمل پر بہت ثواب عطا فرماتا ہے جیسا کہ اکثر تفاسیر میں لکھا ہے اور محی السنہ معالم میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ استحقاق سے زائد عطا کرتا ہے انتہی! اور مجمع البحار میں ہے کہ حق تعالیٰ شکور وہ ہے جو تھوڑے عمل کو بڑھا کر مضاعف بدلا دیتا ہے۔ پس اس کا شکر بندوں کا بخشنا ہے انتہی! اور قاموس میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکر بدلہ دینا اور ثناء نیک کرنا ہے انتہی! اور حمد و مدح یعنی ثناء جمیل میں فرق ظاہر ہے۔ پھر بہت ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ شب معراج میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں خود حاضر ہوئے تھے۔ جیسا کہ قرآن و حدیث میں آیا ہے اور یہاں حق تعالیٰ مرزا قادیانی کے پاس خود چل کر آ رہا ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کی صفت لیس کمثلہ شیٔ وارد ہے۔ پھر براہین کے ص ۵۵۸ پر الہام عربی درج ہے جس میں مرزا صاحب کے بیت الفکر اور بیت الذکر کے حق میں ومن دخلہٗ کان آمنا واقع ہوا ہے جس کا ترجمہ انہوں نے خود کیا ہے ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا۔ ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔ بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الفکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی

www.khatmenabuwat.com

ہے اور ’’ومن دخله كان آمنا‘‘ اس مسجد کی صفت بیان فرمائی ہے۔‘‘ انتہی بلفظہ!

فقیر کہتا ہے کہ آیت ’’ومن دخله كان آمنا‘‘ قرآن شریف میں بیت اللہ شریف کے ہی حق میں وارد ہے۔ مسجد نبوی شریف کے اور نہ مسجد اقصٰی (جس کی تعریف سورۃ بنی اسرائیل کے ابتداء میں ہے اور وہ قبلۂ انبیاء ہے) کے حق میں وارد ہے۔ پس یہ ادّعا صاحب براہین کا کہ اس کی خانگی مسجد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ’’ومن دخله كان آمنا‘‘ نازل کیا ہے۔ یہاں اپنی مسجد کو ان دونوں مسجدوں پر فضیلت دی ہے۔ ان مناقب سے ایک اور امر ظاہر ہوگیا اور وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ابتداء براہین احمدیہ کے اشتہار میں درج کیا ہے کہ ان کی جائیداد دس ہزار روپیہ کی ہے۔ پھر ادّعا کیا ہے کہ ہم کو ایک الہام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مخاطبت یعنی ہمکلامی کا منصب حاصل ہے۔ پس باوجود اس کے اب تک وہ حج کو نہیں گئے۔ اس لئے کہ حج گناہ کے بخشوانے اور قیامت کے امن کے واسطے ہے اور یہ دونوں مرزا صاحب کو حاصل ہیں۔ کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو جی چاہے سو کر بے شک ہم نے تجھے بخش چھوڑا ہے جیسا کہ براہین کے ص ۵۶۰ میں درج ہے اور امن تو ان کی مسجد کے نمازیوں کو حاصل ہے۔ مرزا قادیانی تو خود اس کے امام اور بانی ہیں اور نیز اوپر براہین کے ص اخیر ۵۶۲ سے منقول ہو چکا ہے کہ ’’دین اسلام سب پر مشتبہ ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم کیا ہے کہ طریقہ حقہ مرزا قادیانی سے حاصل کریں۔‘‘ انتہی ملخصاً

پس اب بحسب اقرار ان کے قادیان خود مکہ معظّمہ ہوگئی اور ان کو حج کرنے کی کیا حاجت رہی؟ اس شرارت سے پناہ بخدا۔ جمیع انبیاء اور سید المرسلین ﷺ بیت اللہ کا حج اور طواف کرتے گئے۔ البتہ جس کے پاس رب البیت خود تشریف لائے اور اس کی حمد کرے تو وہ حج

کو کیوں جائے؟ پھر براہین ص ۵۶۰ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فقرات عربی مرزا قادیانی کو الہام کی ہیں جن کا ترجمہ وہ خود یوں کرتے ہیں کہ ’’تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرے لئے میں نے رات دن پیدا کیا۔ تو مجھ سے وہ منزلت رکھتا ہے جس کی لوگوں کو خبر نہیں۔‘‘ انتہی بلفظہ!

فقیر کہتا ہے کہ قرآن میں فرمان ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کا رتبہ قرآن مجید سے لوگوں کو معلوم ہوگیا۔ اور سب مسلمان شاہد ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ساری خدائی سے افضل۔ اور صاحب براہین کا ادّعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرزا صاحب کی منزلت کی لوگوں کو خبر نہیں۔ پس اس کلام سے مرزا قادیانی کی جمیع انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کا ثابت کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟۔ اور یقیناً ان دعوؤں میں صاحب براہین کاذب ہے۔ پھر مرزا قادیانی ضمیمہ اخبار ریاض ہند مجریہ امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۶ء مطبوعہ ہوشیارپور میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ ’’انت مني وانا منك‘‘ ص ۱۴۸ سطر ۴ کالم ۲ اور ان کے بیٹے کے حق میں جس کی بشارت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اول آخر کے پاک کرنے والا حق اور بلندی کو ظاہر کرنے والا کان الله نزل من السماء ص ۱۴۷ سطر ۱۴ کالم ۲، انتہی! فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ پہلا الہام صحیح حدیث کا ایک فقرہ ہے جو آنحضرت ﷺ کا اپنے عم زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا تھا ’’انت مني وانا منك‘‘ یعنی تو نسب اور پیوند سسرال اور ابتداء ایمان ومحبت وغیرھا میں مجھ سے متصل ہے۔ جیسا کہ قسطلانی اور کرمانی رحمہما اللہ دونوں شرح بخاری میں درج ہے۔ یعنی فیما میں میری اور تیری برادری اور قرابت اور اتحاد

اور کمال اتصال ہے۔ جیسا کہ مرقات اور لمعات دونوں شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے اور کرمانی شرح بخاری میں ہے کہ اس من کو اتصالیہ کہتے ہیں۔ انتہی! مترجما پس بہ یقین ثابت ہوا کہ ایسی کلام دو قریبیوں میں جن کو نسبتاً و اخوۃً وغیرہما اتصال ہو واقع ہوتی۔ لیکن خدائے تبارک وتعالیٰ جس کا نہ کوئی ولد ہے نہ کوئی والد اور نہ اس کا کوئی کفو اور جس کی یہ صفت ہے کہ کسی سے متصل نہیں ہوتا اور نہ کسی سے متحد ہوتا ہے نہ کسی سے مشابہ ہے۔ جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں اس پر تصریح ہے۔ ہرگز متصور نہیں کہ وہ پاک ذات کسی کو فرمائے ”انت منی وانا منک“ یعنی تو مجھ سے متصل ہے اور میں تجھ سے متصل ہوں۔ پس بالیقین یہ صاحب براہین نے انبیاء اور مرسلین پر اپنی فضیلت ثابت کرنے کو حق تعالیٰ پر یہ بہتان باندھا ہے اور دوسرا الہام جس میں اس کے زعمی بیٹے کو ”کان اللّٰہ نزل من السماء“ کہا ہے وہ بھی صرف افتراء اور بہتان ہی ہے۔ اس لئے کہ جو مشابہت لفظ کان سے بیان کی جاتی ہے وہ نہایت سخت مشابہت ہوتی ہے۔ جیسا کہ تفسیر اتقان سے اوپر بیان کیا گیا ہے۔ پس جب مرزا صاحب کا بیٹا حق تعالیٰ سے بہت ہی مشابہ ٹھہرا اور وہ پاک ظالموں کی باتوں سے برتر ہے تو خود مرزا صاحب بہت ہی اونچا چڑھ گئے۔ معاذ اللہ! حق تعالیٰ کے برابر ہوگئے اور دراصل حق سبحانہ ملحدوں کی وصفوں سے پاک اور منزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب اور برے بندوں کی شرارت اور شیطانوں کی ایذاء اور حاضری سے پناہ بخدا۔ یہاں پر ختم ہوا یہ رسالہ جس کا نام ”رجم الشیاطین برد اغلوطات البراھین“ ہے اور جمیع حمد میں خاص خدائے پروردگار جہانوں کے واسطے ہیں اور درود ہو اللہ تعالیٰ کا ساری مخلوقات کے برگزیدہ اور اس کے حبیب محمد ﷺ اور اس کی آل و اہل بیت و اصحاب پر جب تک اس کو یاد

کرنے والے یاد کریں اور جب تک غافل اس کی یاد سے غفلت کریں اور بعد ختم۔ اس رسالہ کے اللہ تعالیٰ کے وافر کرم کا مشتاق محمد ابوعبدالرحمٰن فقیر غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں ہو۔ حضرات علماء حق ملت شریفین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ فقیر نے صفر ۱۳۰۲ ہجری میں صاحب براہین کا وہ اشتہار دیکھا جس کا ذکر ابتداء اس رسالہ میں درج ہوا ہے اور اس کو مشتہر نے بیس ہزار قطعہ چھپوا کر دور دراز ملکوں میں شائع کیا ہے۔ جب فقیر نے اس میں دیکھا کہ مرزا قادیانی نے کتاب براہین احمدیہ کا بنانا اللہ تعالیٰ کے حکم اور الہام سے دعویٰ کیا ہے اور اپنی تعریفوں میں حدود الٰہی سے تجاوز کر گیا ہے۔ ان باتوں سے دل بہت ناخوش ہوا۔ پھر اس کی کتاب براہین احمدیہ دیکھی تو تیسرے چوتھے حصہ کے حاشیہ در حاشیہ میں جو اس نے اپنے الہامات درج کیئے ہیں وہ اکثر مخالف شرع پائے اور آیات قرآن کی تحریف لفظی ومعنوی وغیرہ قباحتیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ان میں دیکھیں تو حق براری اسلام کے ادا کرنے کے واسطے مرزا صاحب کو لکھا کہ ان مخالف شرع باتوں سے باز آؤ اور غیر دین والوں کے مقابلہ میں کتاب لکھو چھپواؤ فروخت کرو کچھ مضائقہ نہیں تو اس کو نہ مانا اور تائب نہ ہوئے بعد ازاں فقیر نے بعض مجالس وعظ میں ذکر کیا کہ مرزا صاحب کے الہامات میں قرآن مجید کی تحریف ہوگئی ہے اور انہوں نے انبیاء کی برابری کے مدعی ہوکر قرآن شریف کو پارہ پارہ بھی کر دیا۔ اس پر ان کے مؤید مؤلف رسالہ اشاعت السنہ نے خلوت میں درباب الہامات کے فقیر سے مناظرہ کرنا چاہا۔ جب کہ فقیر کو معلوم تھا کہ صاحب براہین اور مؤلف اشاعت السنہ باہم ایک دوسرے کے کمال ثناء خواں ہیں اور اپنی تالیفات میں ایک دوسرے کی حقانیت کو کما حقہ ظاہر کیا ہے۔ اس پر اکثر علماء اور سب عوام غیر مقلدین

سے اور بعض علماء اور عوام مقلدین کے صاحب براہین کی حقیقت کو مان گئے ہیں۔ اور قادیان مثل بیت اللہ کے مرجع انام ہوگئی ہے تو فقیر نے خلوت میں مناظرہ کو پسند نہ کیا بلکہ علماء دین کے روبرو گفتگو کے واسطے کہا تو اس کے قبول سے درگزر صاحب اشاعت السنہ نے کیا۔ اس کا جواب تک نہ دیا تو بعد ازاں فقیر نے جمادی الاولیٰ سنہ رواں میں بذریعہ اشتہار اعلان کیا کہ صاحب براہین کے اکثر الہامات اصول دین اسلام کے مخالف ہیں۔ اس پر فقیر مرزا صاحب اور ان کے مؤید صاحب اشاعت السنہ سے علماء اسلام کے روبرو یہ کلام کرنے کا خواستگار رہے تا کہ حق ظاہر ہو جائے اور خواص عوام اہل اسلام کے عقائد میں خلل نہ آئے تو اس کا جواب بھی ان کی طرف سے کچھ نہ ملا۔ پھر فقیر نے اسی سال کے رمضان المبارک میں صاحب براہین کے الہامات اور صاحب اشاعت السنہ کی تاویلات کے رد میں اردو میں رسالہ لکھ کر کئی علماء ہندوستان و پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے بھی اس بارہ میں کہ صاحب براہین و اشاعت السنہ دونوں مخالفت شرع کر رہے ہیں۔ فقیر سے موافقت فرمائی۔ امرتسر کے علماء کی تصدیق کے بعد وہاں کے ایک رئیس نے فقیر سے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ آپ اول مرزا قادیانی سے اظہار حق کے لئے مناظرہ کرو۔ پھر جو حق ظاہر ہو اس کو اشتہار دو۔ اس کو فقیر نے قبول کیا اور ان سے کہا کہ ڈیڑھ سال اس انتظار میں بسر کیا ہے مرزا صاحب مناظرہ کو قبول نہیں کرتے۔ اس رئیس نے جواب دیا کہ ہم ساعی ہو کر مرزا صاحب کو لکھتے ہیں پھر چند ماہ کے بعد ان کا خط فقیر کے نام آیا کہ صاحب براہین لکھتے ہیں کہ میری کتاب میں تصوف ہے تین علماء صوفیہ کے نام لکھے کہ ان کے روبرو مناظرہ کرنا چاہتا ہوں فقیر نے اس کے جواب میں اس امر کو مان لیا اور لکھا کہ تین خاندانی علماء ہوں جو

وہ لاہور سے ان کے ساتھ شامل کر کے تاریخ مناظرہ معین کرو اور فقیر کو اطلاع دو کہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو جاؤں۔

پس اب تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا اور نہ وہ رسالہ شائع ہوا۔ اب اس امید پر فقیر نے شوال ۱۳۰۲ھ میں اس رسالہ کو عربی میں ترجمہ کیا کہ حضرات علماء حرمین محترمین کی تصحیح سے بھی مزین ہو جائے تا کہ اہل اسلام کے نزدیک نہایت معتمد ٹھہرے اور بعض علماء مقلدین جو صاحب براہین کے مصدق ہیں وہ بھی حق کی طرف رجوع کریں اور فقیر نے یہ جو کچھ کیا ہے صرف قرآن مجید کی حمایت اور حقوق انبیاء و مرسلین صلوٰۃ والسلام علیہم اجمعین کی رعایت اور عقائد مسلمین کی صیانت کے لئے کیا ہے۔ اب اس رسالہ عربیہ مع چاروں حصہ مجلد براہین احمدیہ اور رسالہ اشاعۃ السنہ کی جس میں مرزا صاحب کی تعریف اور ان کے اقوال کی تاویلیں ہیں مع دونوں اشتہار صاحب براہین کے جن میں بیٹے کی پیشین گوئی اور اپنی تعریف درج کی ہے آپ صاحبوں کی خدمت مبارک میں بھیج کر ملتجی ہوں کہ آپ اس عربی رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں اور اس کے حوالوں کی اصل کے ساتھ مطابقت کرا کر فقیر کی تحریر کو قرآن وحدیث واجماع امت سے موافق پائیں تو اسکی تصحیح فرمائیں اور اگر اس میں کوئی خطاء وسہو ہو تو اس کی اصلاح کریں اور بیان شافی وشرح کافی سے اجر وافی حاصل فرمانے کی نیت سے صاحب براہین اور اس کے مؤید اور ان کے معتقدین کا حکم اور ان کی کتابوں کے پڑھنے کا حکم ظاہر کریں کہ شریعت وطریقت میں ان کا کیا حال ہے؟ تا کہ اہل اسلام کو اطمینان ہو اور سب کا حق کی طرف میلان ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور عاقبت میں جزائے خیر عطا فرمائے اور دین متین کی تائید کے لئے آپ کو سلامت باعزو کرامت رکھے

اور آپ کے علم اور جسم میں بسطیت بخشے۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں قیامت تک اہل علم حرمین محترمین پر ہی مدار رہے۔ خدائے مجیب الدعوات ہمیں آپ کی زیارت امن وامان وسلامت واسلام سے نصیب کرے کہ یہ سعادت عظمیٰ اور برکات کبریٰ کی طرف پہنچانے والی بات ہے۔ سب حمد پروردگار عالمین کے واسطے خاص ہے۔ اور درود وسلام اس کے مظہر جمال اور نور کمال پر اور اس کی آل واصحاب پر ہو مقدار اس کی بخشش کے اور بے شمار معلومات عالم الغیب والشہادت کے۔

یہ رسالہ تمام ہوا۔

تقاریظ

مولانا مولوی مفتی مہاجر حاجی محمد رحمت اللہ صاحب (کیرانوی) رحمۃ اللہ علیہ

(مکہ معظمہ)

مولانا مولوی مہاجر حاجی محمد رحمت اللہ کیرانوی جن کو حضرت سلطان روم (مصنف اظہار الحق) ردِ عیسائیت نے بصوابدید شیخ الاسلام روم خطاب ''پایۂ حرمین شریفین'' عطا کیا اور فرمان شاہی میں اقضی قضات المسلمین واولی ولات الموحدین وارث علوم سیدالمرسلین وغیرھا القاب سے ملقب فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ کے بعد بے شک میں نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک سنا۔ اس کی عبارت اور مضمون دونوں صحیح پائے۔ حضرت مؤلف اس رسالہ نے خدا اس کو اچھا بدلہ دے جو نقلیں درج کی ہیں وہ سب اصل کے مطابق ہیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی معتبروں کی زبانی مرزا قادیانی کا حال سنا ہے۔ سو وہ میرے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی فرمانبرداری کسی کو جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے بنانے والوں کو نیک بدلہ دے۔ امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے بہت لوگ صاحب براہین احمدیہ کی پیروی سے بچ جائیں گے۔ ہم کو اور سب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ شیطانوں کے اغوا اور مکر وفریب سے محفوظ رکھے۔ میں فقیر! خدا کی رحمت کا امیدوار رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مومنوں کو بخشے۔ آمین!

حنفیوں کے مفتی (مکہ معظّمہ)

محمد صالح بن صدیق کمال (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ

سب حمد اس کے لئے جو اس کے لائق ہے اور اسی سے میں توفیق کی استمداد کرتا ہوں ۔سب تعریف اس خدا کی ہے جس کی بلند ذات غفلت اور نسیان سے پاک ہے اور اس کے نام اور صفتیں زوال اور نقصان کے لاحق ہونے سے پاک ہیں اور اس نے ہر زمانہ میں ایسے علماء پیدا کئے ہیں جو شرع شریف کی محافظت پر قائم ہیں اور ان کو حق کے ظاہر کرنے اور باطل کے نابود کرنے پر طاقت دی ہے کہ کچھ سستی نہیں کرتے اور اس پر ان کو بہت ثواب اور بہت نیکیاں دی ہیں ۔اس لئے کہ انہوں نے صواب اور خطاء فاحش کو بیان کر دیا اور درود وسلام ہمارے سردار پر ہوں جن کا نام نامی محمد ﷺ ہے جن میں حق تعالیٰ نے سب فضیلتیں جمع کی ہیں اور ان کی آل واصحاب پر جن کے نفس خدائے تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں ۔بعد اس کے بے شک میں مطلع ہوا اس بزرگ رسالے اور لطیف حوالوں پر ۔پس میں نے دیکھا ان کو ایسی عمدہ جن کے دیکھنے سے آنکھیں سرد ہوتی ہیں اور بے شک شیطان نے غلام احمد قادیانی کو ہلاکت اور نقصان کی وادیوں میں گرا دیا ہے ۔پس حق تعالیٰ اس رسالے کے مؤلف کو جزائے خیر عطا کرے اور اس کو زیادہ اجر دے اور قیامت کے دن ہم کو اور اس کو اچھا مکان عطا کرے ۔آمین! اور حق تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور اس کی آل واصحاب سب پر درود بھیجے ۔اس تحریر کے لکھنے کا حکم کیا شریعت کے خادم الطاف الٰہی کے امیدوار محمد صالح بن مرحوم صدیق کمال حنفی نے جو ان دنوں میں مکہ مکرمہ کا مفتی ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مدد میں ہو ۔

شافعیوں کے مفتی (مکہ معظّمہ)

محمد سعید بن محمد بابصیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریفیں اس خدا کو ہیں جس نے اس دین اسلام کے خلل و زلل بدمذہبوں گمراہوں کے دور کرنے کے لئے کچھ لوگ پیدا کئے ہیں ۔ جو بدمذہبوں گمراہ کنندوں کی سرکوبی کرتے رہتے ہیں ۔اور جس نے ہر عالم راہنما سیدھی راہ کے چلنے والے کی مدد کی ہے ۔بعد اس کے بے شک میں نے دیکھا ان باتوں کو جو غلام احمد قادیانی پنجابی کی طرف منسوب ہیں ۔پس اگر اس نے کہی ہیں تو وہ گمراہوں گمراہ کنندوں وسخت بدمذہبوں سے ہے اور ایسا ہی محمد حسین ہے جس نے رسالہ اشاعۃ السنہ میں اس کی تائید کی ہے ۔پس حاکم اسلام پر اللہ تعالیٰ اس کو نیک توفیق دے ۔واجب ہے کہ ان دونوں کو ایسی سخت تعزیر دی جائے جس سے یہ اور ان کے ہم مشرب ایسی باتوں سے باز آویں اور جو رسالہ امام فاضل بزرگ کامل شیخ محمد ابو عبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری نے ان دونوں کی گمراہی کے بیان اور ان کے رد میں لکھا اور اس کا نام ”رجم الشیاطین بردِ اغلوطات براہین“ رکھا ہے ۔وہ ایسا حق ہے جس میں کوئی شک نہیں ۔اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اس کو نیک بدلہ دے اور مسلمانوں کے دلوں میں اس کا اعتبار بڑھائے اور خدا بہت دانا ہے ۔یہ تحریر اپنی زبان سے کہی اور اپنے قلم سے لکھی ۔اللہ تعالیٰ سے کمال کامیابی کے امیدوار محمد سعید بن محمد بابصیل نے جو مکہ معظّمہ میں شافعیوں کا مفتی ہے ۔خدا اس کو اور اس کے والدین وجمیع مومنین کو بخشے ۔

مالکیوں کے مفتی (مکہ معظّمہ)

محمد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریفیں پروردگار عالم کو خاص ہیں ۔خداوند ا مجھے علم دے اور سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کر جس کو خدا راہنمائی کرے کوئی اسے گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کی راہنمائی کوئی نہیں کرسکتا ۔لیکن ایسی باتیں کرنے والا بے شک شیطانی خطر اور وساوس نفسانی کے دریاؤں میں ڈوب گیا ہے ۔اس کے جھوٹ اور بدبختی سے تعجب ہے ۔اس لئے کہ مدعی ہوا ہے اس بغاوت کا جو حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں سخت جھوٹے دجال ہوں گے ۔تم سے ایسی باتیں کریں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہ سنی ہوں گی اور رسالہ اشاعت السنہ سے جس نے اس کی تائید کی ہے وہ سخت بدبخت ہے ۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ گناہ اور حدوں سے درگزر کرنے میں تائید نہ کرو ۔پس حاکم اسلام پر واجب ہے کہ ان دونوں کو سخت تعزیر کرے ۔اور وہ رسالہ جو فاضل علامہ شیخ محمد ابوعبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری نے ان دونوں کی گمراہی کے بیان اور ان کی باتوں کی تردید میں لکھا ہے ۔بے شک اس میں بہت درست لکھا ہے ۔اس لئے کہ سچے دین کی اتباع کی جائے ۔بہت عمدہ ترغیب ذکر کی ہے ۔خدا بہت دانا ہے ۔بارخدایا ہم کو ہوائے نفس کے پیچھے چلنے والوں اور شیطان کی راہ میں گمراہ ہونے والوں اور بری باتوں کو اچھا جان کر ہلاک ہونے والوں سے نہ کر۔ آمین بجاہ سید المرسلین! یہ تحریر اللہ تعالیٰ کی بخشش کے امیدوار محمد بن شیخ حسین مرحوم نے لکھی ہے جو مکہ معظّمہ میں مالکیوں کا مفتی ہے ۔

حنبلیوں کے مفتی (مکہ معظّمہ)

خلف بن ابراہیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے خاص بندے پر قرآن مجید اتارا ، جو اپنی بات میں سچا ہے جس میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور یہ میرا راہ سیدھا ہے ۔اس کی پیروی کرو اور بہت راستوں کی پیروی نہ کرو جو تمہیں اس کے راہ سے جدا کردیں گے اور درود و سلام ہمارے سردار محمد ﷺ پر جو خدا کا نبی اور دوست و خلیل ہے اور اس کی آل و اصحاب و مددگاروں پر ۔پھر بعدازاں بے شک میں نے اس بزرگ رسالہ کا مطالعہ کیا جو صحیح صاف محکم روایات پر مشتمل ہے ۔پس میں نے اس رسالہ کو بروئے دلائل محکم مضبوط شافی کافی فائدہ رساں دیکھا جس کے پڑھنے سے موحدین اہل سنت و جماعت کی آنکھیں خنک ہوتی ہیں اور معتزلہ و خارجیوں و بدمذہبوں اور بدعتیوں کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں ۔وہ بدمذہب جو دین سے یوں نکلتے ہیں جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ۔جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے ۔اور یہ مبارک رسالہ وہ ہے جس نے غلام احمد قادیانی کی کجی کو ظاہر کیا اور بے شک یہ قادیانی مسیلمہ کذاب ثانی ہے اور نیز اس کے مؤید کے دھوکے ظاہر کئے ہیں ۔پس اللہ تعالیٰ اس کے لکھنے والے کو اہل اسلام کی طرف سے بہت نیک بدلہ دے ۔اور بہت سا اجر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ نبیوں اور رسولوں کے ختم کرنے والے پر رحمت پہنچا اور اس کی آل و اصحاب سب پر ۔اس تحریر کے لکھنے کا عاجز خلف بن ابراہیم نے جو مکہ شریف میں حنبلیوں کے فتویٰ دینے کا بالفعل خادم ہے ۔حکم کیا ۔حمد درود و سلام ادا کرتے ہوئے ۔

حنفیوں کے مفتی (مدینہ منورہ)

عثمان بن عبدالسلام حنفی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و درود و سلام ادا کرتے ہوئے میں خدائے پاک مولیٰ کریم قادر سے اپنے ہر کام اور ہر بات میں توفیق و مدد کا سائل ہوں۔ سب تعریف خدائے یگانہ بے نیاز شریک اور اولاد سے پاک کے لئے خاص ہے جس نے بزرگ رسولوں کو روشن دلیلوں اور ظاہر نشانیوں سے بھیجا ہے اور ان کی قبل از نبوت خوارق او رمعجزات سے تائید کی ہے۔ اپنے خاتم الانبیاء اور سید الاصفیاء پر جس نے قرآن معجز بیان اتارا ہے اور اس جلّ و علیٰ نے اس میں فرمایا ہے کہ آج میں نے پورا کیا تمہارے لئے دین اور تم پر اپنی نعمت تمام کی اور اسلام تمہارے لئے دین پسند کیا۔ وہ کتاب جو سیدھی راہ کی طرف راہنما ہے اور ہر اچھا کام فرماتی ہے۔ جھوٹ اس کے آگے پیچھے سے نہیں آتا۔ دانا ستودہ کی اتاری ہوئی ہے اور دائمی درود و پورا سلام نبی پر ہو جو خلاصی اور سیدھی راہ کی طرف بلانے والا ہے اور قیامت تک ہر جھوٹے اور ہلاک کرنے والے کا حال بتلانے والا ہے جس کی حدیث صحیح مسلم میں ابو ہریرہ ؓ سے ہے کہ آخر زمانہ میں دجال سخت جھوٹے ہوں گے۔ تم سے ایسی باتیں کریں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہ سنی ہوں گی۔ پس ان سے ڈرو تم کو گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں نہ ڈالیں اور نیز صحیح مسلم میں ابو ہریرہ ؓ سے ہے کہ جو کوئی بھی ہدایت کی طرف بلائے گا تو اس کے جمیع پیروؤں کا ثواب اس کو دیا جائے گا اور ان کے ثواب سے بھی کچھ کم نہ ہو گا۔ اور جو کوئی گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس کو بھی سب پیروؤں کا گناہ اس پر ہو گا اور ان

کے بھی گناہ سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔ او رنیز امام احمد و نسائی و دارمی نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ یہ خدا کا راہ ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں او رخط کھینچے او رفرمایا کہ ان راستوں سے ہر راہ پر شیطان ہے جو اس کی طرف بلاتا ہے اور یہ آیت پڑھی ”ھذا صراط المستقیم فاتبعوہ“ اور بے شک یہ میرا سیدھا راہ ہے۔ اس کی پیروی کرنا۔ آخر آیت تک اور ابن ماجہ نے حضرت انس ؓ سے حدیث لکھی کہ بڑی جماعت کی پیروی کرنا بے شک جو اس سے نکلا دوزخ میں پڑا اور نیز امام احمد نے معاذ بن جبل ؓ سے حدیث بیان کی ہے کہ شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے۔ بکریوں کے بھیڑیے کی طرح الگ ہونے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے۔ پراگندہ ہونے سے بچنا اور جماعت سے ملنا اور نیز یہ حدیث امام مالک کے مؤطا میں مالک بن انس ؓ سے روایت ہے کہ میں تم لوگوں میں دو کام چھوڑتا ہوں۔ جب تک ان کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ قرآن مجید اور حدیث او رنیز صحیح مسلم میں محمود ابن لبید ؓ سے حدیث آئی ہے، کہ قرآن سے کھیل کئے جاتے ہیں اور میں موجود ہوں اور نیز ابو یعلیٰ نے ابو ذر ؓ سے حدیث بیان کی ہے کہ میرا بہت پیارا اور نزدیک تر وہ ہے جو مجھ سے ملے۔ اس عہد پر میں نے اسے چھوڑا ہے او رنیز بیہقی کی شعب الایمان میں جابر ؓ سے حدیث ہے کہ تم اسلام میں حیران ہوتے ہو۔ جیسے یہود و نصاریٰ متحیر ہیں تمہارے لئے شرع روشن پاکیزہ لایا ہوں ۔ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری ہی پیروی کرتے اور نیز حدیث متفق علیہ اور سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ جس نے ہماری شریعت کے برخلاف کوئی کام نکالا وہ مردود ہے۔ او رنیز امام احمد و مسلم او رچاروں نے ابو سعید ؓ سے

حدیث لکھی ہے کہ کوئی تم سے برا کام دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر یہ طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے۔ اگر یہ طاقت نہ ہو تو اس کو اپنے دل سے اور یہ بہت ضعیف ایمان ہے۔ اور درود آپ ﷺ کی آل واصحاب پر ہو جو سیدھے راہ کے ستارے ہیں اور آپ ﷺ کے خویشاوندوں و جماعت پر جو خلقت کے رہنما ہیں۔ بعد ازاں بے شک میں نے اس پیارے رسالہ کے کاغذات کے باغوں میں ان کے اصیل گھوڑوں کو چرایا اور اس عمدہ تالیف کی سطروں کے گلزاروں کی پاکیزہ زمین میں اپنی سست فکر کے اونٹ کو دوڑایا۔ پس میں نے اس کو یقینی دلوں سے تردید کا ذمہ دار پایا جس نے اس دین سے نکلنے والے بدبخت ناکس فریبی (مرزا قادیانی) کے جھوٹ کو نابود کر دیا۔ اس کی باتوں کے جوہر ناقص عقل کے گمراہ کرنے کا سبب ہیں۔ کھوٹ ظاہر کرنے میں یہ رسالہ کافی ہے۔ پس بے شک اس کے مؤلف نے اچھا لکھا۔ یہاں تک کہ نہایت نشانہ اور مقصود دعویٰ کو پہنچا اور فائدہ پہنچایا۔ خدا اس کو بہت ثواب اور بہشت اور اپنا دیدار عطاء کرے اور اللہ تعالیٰ کا ہمارے سردار محمد ﷺ اور اس کی آل واصحاب پر درود وسلام پہنچے۔ اس تحریر کو پروردگار کی بخشش کے محتاج عثمان بن عبدالسلام داغستانی جو مدینہ منورہ میں حنفی مفتی ہیں لکھا۔ خدا اس کو بخشے۔

مورخہ ۵ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ

شافعیوں کے مفتیان (مدینہ منورہ)

سید جعفر بن سید اسمٰعیل برزنجی و مفتی سید احمد برزنجی رحمہما اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے رسول محمد ﷺ کو ہدایت اور دین کے ساتھ بھیجا اور ان پر ایسا قرآن اتارا جو حسن کا معجزہ ہے اور ہمیشہ کے لئے نشان کمال راستہ کی دلیل ہے اور آپ ﷺ کو نبیوں کا ختم کرنے والا اور رسولوں کا سردار اور جہانوں کی رحمت بنایا اور آپ ﷺ کی نبوت کو قیامت تک جن اور آدمیوں کے لئے عام کیا اور ان کی شرع نے تو سب دینوں کو منسوخ کیا اور ان کی شرع اور حکم منسوخ نہیں ہوتا اور آپ کے درگاہ الٰہی میں پہنچنے سے قیامت تک پیغمبری کا دروازہ بند ہو گیا۔ پس آپ کے پیچھے آپ کی روشن اور مضبوط شرع کی ہی پیروی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر جو ہدایت کے امام اور تاریکی میں روشنی کے چراغ اور ان کے پیروں پر درود بھیجے جب تک دنیا قائم ہے بعد ازاں ہم دونوں نے اس رسالہ میں خوب تأمل کیا تو اس کو مقصود پر روشن دلیل پایا۔ اس کی دلیلیں بدمذہبوں کے شبہوں کی گردنیں کاٹ دیتی ہیں اور اس کے نور شیطانوں کے دھوکوں کے اندھیروں کو نابود کر دیتے ہیں۔ اس نے بہت عمدہ فیصلہ کیا اور حق کا راستہ ظاہر کر دیا۔ اور یہ رسالہ صراحۃً دین کی یقینی دلیلوں پر شامل ہے اور غلام احمد قادیانی کے فریبوں اور جھوٹ کو اس نے رسوا کر دیا ہے۔ اور بے شک یہ قادیانی اپنے شیطان بھائیوں کے نزدیک احمد یعنی قابل تعریف ہے اور اہل ایمان ویقین کے نزدیک یہ آذم یعنی لائق بہت مذمت کے ہے اور بے شک اس کی بیہودہ باتیں ظاہر گمراہی ہیں اور جس الہام کا یہ

مدعی ہے وہ شیطانوں کی وحی ہے۔ نبیوں اور رسولوں کی وحی نہیں ہے اور جب تو اس کی بناوٹ اور گمراہی میں تأمل کرے گا تو اس آیت کا مصداق پائے گا جس کا ترجمہ یہ ہے اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع باتیں فریب کی اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے ۔ سو چھوڑ دے وہ جانے پسند کریں اور تا کہ مرتکب ہو جائیں ان امور کے جن کے وہ مرتکب ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ کوئی پڑھنے والا انہیں اس کے کلام کو اور وہی ہے بنتا جاتا اور در اصل یہ قادیانی مسیلمہ کذاب کی طرح گمراہی اور شک میں ہے بلکہ یہ قادیانی شیطان ہے اس کا مکروفریب بہت مضر ہے۔ اس لئے کہ شیطان کا معاملہ ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو اس کے فریب سے ڈرایا ہے اور یہ قادیانی اس نے جھوٹ کو سچ بنا دکھایا ہے اور اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت سے شہروں اور بندوں کو فساد سے راحت دے۔ پس ہر مومن پر واجب ہے کہ اس رسالہ کے مضمون سے تمسک کرے اور قادیانی کی براہین احمدیہ کے بناوٹوں سے بچیں اور اس کے افتراء سے جو کمینگی اور گمراہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد خاتم النبیین ﷺ پر درود بھیجے جس پر قرآن مبین شیطانوں کی وساوس سے محفوظ اتارا گیا ہے اور اس کی آل واصحاب پر اور سلام سب پر۔ اس تحریر کے لکھنے کا سید جعفر بن سید اسماعیل برزنجی مدینہ منورہ میں شافعیوں کے مفتی نے حکم کیا ہے اور وکیل مفتی شافعیوں کے جو حرم شریف نبوی میں مدرس ہے۔ سید احمد برزنجی اس نے بھی تحریر کی ہے۔

مدرس مسجد نبوی (مدینہ منورہ)

محمد علی السید بن طاہر السید الوتری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے سارے اپنے بندوں کو اپنی پہچان اور توحید کیلئے پیدا کیا ہے اور تا کہ وہی سب اپنے وجود اور خدا کے وجود میں فرق کریں اور اس کے انعام و بخشش کو جانیں ۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں اس پر کہ ہمارے لئے اس نے دین کے نشان قائم کئے اور ہدایت پانے والوں کے لئے اس کا راہ روشن کیا اور میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اس پر کہ ہماری طرف ایسا نبی بھیجا جس پر پیغمبری ختم کی اور شبہات وگمراہی کے دروازے اس کے ساتھ بند کئے روشن معجزوں سے اس کی مدد کی اور اس کے دین سے سب دین اور حکم منسوخ کئے اور اس کی شرع کو قیامت تک باقی رکھا اور اس پر ایسا قرآن اتارا جو عمدہ نصیحت اور سیدھا راہ ظاہر کرنے والا نور اور محکم عہد ہے اور خود حق تعالیٰ ہمیشہ کے لئے اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے کہ جھوٹے اس کو بدل نہ سکیں گے اور دین سے پھرنے والے اس میں کجی نہ کر سکیں گے۔ یعنی دیندار لوگ ان کی تردید کر کے ظاہر کر دیں گے۔ سو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت کرے اور آپ کی آل واصحاب پر بھی جس نے ان کی پیروی کی خود آپ ﷺ کی پیروی کی اور جو ان کی راہ سے پھرے بے شک اس نے ظلم کیا اور حد سے گزرا۔ بعد ازاں جب میں نے اپنی آنکھوں سے اصیل گھوڑوں کو ایسے روشن رسالے کے میدانوں میں جولان دیا جو سچے دین کی پیروی پر عمدہ برانگیخت پر شامل ہے اور اس کی طرف بلا رہا اور حرص دلا رہا اور اس پر ترغیب دے رہا ہے اور یہ دیکھنا اس کا جلدی کی حالت میں تھا باوصف

ازحد کثرت اشتغال اور دل پر ہجوم غموں کے حال میں تو اس رسالہ پر میں نے تحقیق کی نور ظاہر پائی اور اس کی دلیلیں روشن مضبوط ظاہر پائیں ۔ یہ رسالہ دین کی یقینی باتوں کو جمع کرنے والا ہے ۔ بے دینوں گمراہ کرنے والوں کی شبہوں کی تردید کا ذمہ دار ہے ۔ اس بدمذہب جھوٹے دعویٰ کرنے والے کے عیب کو رسوا کرنے والا ہے جس کا نام غلام احمد قادیانی ہے شیطان کا پوتا جو گمراہی اور بدراہ کرنے میں اپنے دادے شیطان سے ہزار درجہ بڑھ گیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے بنانے والے کو عمدہ ثواب دے ۔ اس لئے کہ دین اسلام کی حدوں کی محافظت کی ہے ۔ سخت جھوٹے گمراہ کنندے سے باطل کر کے جس سے اس نے عوام جاہلوں اور غافلوں کے دلوں میں شک داخل کر دیئے تھے ۔ پس ہر مسلمان پر جو خدا پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی کتابوں و رسولوں کو سچا جانتا ہے واجب ہے کہ یہ اعتقاد اور یقین کرے کہ صاحب اس رسالہ نے جو رد لکھا ہے وہی سچ اور موافق قواعد ایمان کے ہے اور بے شک جو براہین احمدیہ والے اور اشاعۃ السنہ والے نے کہا ہے وہ نرا جھوٹ اور بہتان ہے ۔ پس سچ کے پیچھے گمراہی ہی ہوتی ہے اور جو مسلمانی کے سوا دین اختیار کرے گا وہ ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ شخص قیامت میں نقصان والوں سے ہوگا ۔ تیرا رب راستہ بھولنے والوں کو جانتا ہے اور ہدایت پانے والوں کو بھی جانتا ہے ۔ بے شک تمہارے رب کی طرف سے نصیحتیں آئی ہیں جس نے دیکھا اپنا فائدہ کیا اور جو اندھا ان سے ہوا اپنا نقصان کیا ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو سیدھے اور ہدایت کے راستہ پر قائم رکھے اور ہم سب کو گمراہی کے راستوں سے بچائے ۔ وہ ہر شے پر قادر ہے اور دعا قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار اور آقا محمد ﷺ پر رحمت کرے جس نے فرمایا ہے کہ جس کو خدا راہ دکھائے کو

اس کو رو براہ کرنے والا نہیں اور جس کو گمراہ کرے اس کا راہنما نہیں ۔ اس کی آل اصحاب اور تابعین اور ہم سب پر رحمت کرے ۔ آمین ۔

یہ تحریر اپنی زبان سے کہی اور قلم سے لکھی ہے ۔ عاجز بندے محمد علی بن طاہر وتری حسینی حنفی مدنی نے جو مسجد شریف مدینہ منورہ میں علم دین وحدیث کا مدرس ہے ۔

۲۱ ذیقعدہ ۱۳۰۴ ہجری

مفتی محمد بن عبدالقادر باشہ

(مشہور علماء پٹنہ سے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے قرآن مجید آدمیوں اور جنوں کے سردار پر اتارا اور اس سے جھوٹ اور شرک اور سرکشی کو نابود کیا اور درود و سلام اس کے پیغمبر محمد ﷺ پر اور اس کی آل واصحاب اور نیکی سے ان کے پیروؤں پر ہمیشہ ہو ۔ بعد ازاں میں نے غلام احمد قادیانی کی براہین احمدیہ واشتہار سے اس کی بعض لغزشوں کا مطالعہ کیا ۔ پس ان کو شیطانی بناوٹوں سے پایا ۔ وہ رحمانی الہام نہیں ہیں بلکہ نرا بہتان اور بیہودہ گوئی ۔ پس جس نے اس کی پیروی کی وہ نقصان والوں سے ہے اور اس رسالہ کی عمدہ تردیدات کو بھی میں نے دیکھا ہے پس ان سے دل کو آرام آیا ہے ۔ امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے بہت سے محبان

اہلسنت وغیرہم ۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے نجات پالیں گے ۔اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے مؤلف کو اونچی بہشت بدلہ دے ۔اس تحریر کو عاجز محمد بن عبدالقادر باشندہ پٹنہ کے باشندے حنفی نے لکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین کو بخشے اور ان سب سے احسان کرے ۔فقط ۔

تمام ہوئی تقریظات حضرات علماء حرمین محترمین کی

واضح رہے کہ فقیر کاتب الحروف نے اول جو اردو میں رسالہ بنام تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ لکھ کر مشاہیر علماء پنجاب وغیرہ کو ملاحظہ کرایا تھا جس پر ان حضرات نے تقاریظ لکھیں تھیں ۔ہر چند پھر اس کے اکثر مضامین کو لباس عربی پہنا کر حرمین شریفین بھیجا گیا تھا جو وہاں کے مفتیان عظام ومدرسان کرام وغیرھم کی تصدیق وتعریف سے مزین ہوا جو اوپر ہو چکی ہیں اور یہ امر موجب اس کے زیادہ اعتبار واسناد کا ہوا ۔مگر تاہم ان تقاریظ علماء وغیرہ کا بھی یہاں پر درج کر دینا مناسب نظر آیا اور رہ دیہ ہیں ۔چونکہ اختتام اس رسالہ کا شہر امرتسر میں ہوا تھا ۔اس لئے اول ان کے مشاہیر علماء نے اس کو ملاحظہ کر کے تقریظات لکھی تھیں جو پہلے درج ہوتی ہیں ۔

(مشہور علماء امرتسر سے)

مولوی غلام رسول امام مسجد میاں محمد جان رحمۃ اللہ علیہ

باسمہ العلی الاعلیٰ والصلوۃ علی نبیہ المصطفیٰ و آلہ المجتبیٰ

مخفی نہ رہے کہ اس احقر نے نسخہ متبرکہ کی تحقیقات دستگیریہ جو ہفوات صاحب براہین احمدیہ کے رد میں تالیف حضرت بلند ہمت شریف النسب عالی حسب جناب مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب کا ہے حرف بحرف ابتداء سے آخر تک مطالعہ کیا نسخہ شریفہ مذکورہ کو مطابق مذہب اہل سنت وجماعت کے پایا اور جناب مولوی صاحب موصوف نے جو الہامات اس کتاب میں براہین احمدیہ سے نقل کئے ہیں وہ بعینہ میں نے براہین احمدیہ میں درج پائے ہیں ۔مجھے ظن غالب ہے کہ مصنف براہین احمدیہ مرض مالیخولیا میں گرفتار ہیں ۔اسی سبب سے صورت متخلیہ موہومہ کو امور مذعنہ الہامیہ قرار دینے میں لاچار ہیں ۔ورنہ باوجود سلامت عقل وحواس اور باوجود ادعاء اسلام ایسے الہامات واہیہ کے مدعی نہ ہوتے ۔ اللھم اکرمنا بکرمۃ العلم ونوّر قلوبنا بنورالعلم ھذا وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین ۔ رقمہ ! احقر العباد اللّٰہ الغنی غلام رسول الحنفی بقلم خود ۔

مولوی احمد بخش مدرس مدرسۃ المسلمین امرتسر کی تقریظ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ بعدہ این کس رسالہ ھذا را از اول تاآخر بلفظ دیدہ موارد واعتراضات را از براھین ھم مشاھدہ نمود فی الحقیۃ

بعض مزخرفاتش رابطور نمونه جواب داده آمد تابفحوائے قیاس کن زگلستان من بهار مرا اباطیل باقید برآن قیاس نموده شود خدا وند کریم مولانا مصنف را(که همیشه کمر همت بحمایت دین بسته دارند در استیصال خلاف مخالفین بمساعي جمیله خود. مشکور اسلامیان اند وچرانباشد که کمالات حسبي ونسبي ضمیمه خوبیها کسبي ووهبي ازحق سبحانه دراند) جزائے خیر دهدکه درچنیں وقت که باغربت اسلام همقرانست این چنیں احسان برزمره اهل سنت گذاشت اند. فقط حرره .ابوعبیدالله احمد بخش عفاء الله عنه والقاه باالبهش بقلم خود!

مولوی نورالدین مدرس مدرسۃ المسلمین امرتسر کی تقریظ

جو کچھ مولوی صاحبان غلام رسول اور مولوی احمد بخش صاحب نے رسالہ ہذا کے بارہ میں تحریر فرمایا ہے وہ عین صواب ہے اور اس سے میرا اتفاق رائے ہے۔ فی الواقع رسالہ ہذا جمیع متبعین سنت کے لئے وساوس شیطانی وہوا جس نفسانی کے خطرات سے محفوظ رکھنے کی سپر قوی ہے اور سبحانہ تعالیٰ جناب مولوی صاحب مؤلف رسالہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حررہ عبداللہ المسکین نورالدین عفی عنہ بقلم خود۔

مشہور علماء لاہور سے

مولوی غلام محمد (بگوی) (امام شاہی مسجد لاہور) و مولوی نور احمد (امام جامع مسجد انارکلی)

ظاهر االقوال الهامیه مؤلف براهین احمدیه مع تاویلات فاسده صاحب اشاعة السنه مخالف عقائد اهل السنة والجماعة وغیر مستند ست اهل اسلام رالازم که از اتباع ایں چنیں اشخاص ومطالعه ایں چنیں الهامات واهیات برکنار باشد واین تحقیقات وتردید الهامات مستند اند بکتب مقبوله اهل السنة الحق احق ان یتبع. فقیر غلام محمد بگی والا عفی عنه بکرمه ومنه بقلم خود اصاب من اجاب فقیر نور احمد امام مسجد انارکلی بقلم خود۔

مولانا مفتی حافظ محمد عبداللہ ٹونکی مدرس اعلیٰ مدرسہ یونیورسٹی لاہور

الحمدلولیه والصلوٰة والسلام علی نبیه محمد وآله وصحبه امابعد!

نحیف نے اس رسالہ کو اکثر مقاموں سے دیکھا۔ جن میں حضرت مؤلف نے صاحب براہین اور ان کے اعوان کو معقول الزام دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف کو اس حسن کوشش کی جزائے خیر دے۔ حضرت مؤلف سلمہ اللہ تعالیٰ نے مؤلف براہین احمدیہ پر مدعی نبوت ہونے کا بھی الزام لگایا ہے۔ میری رائے میں یہ الزام بھی صحیح اور درست ہے۔ اس لئے کہ قطعی اور یقینی طریق سے من جانب اللہ ایسے مضامین کا منزل علیہ ہونا جن کی تبلیغ

ضروری ہو عرف شرع میں خواص رسالت یا نبوت سے ہے اور مؤلف براہین کو اس منصب کے حصول کا دعویٰ ہے۔ پس اس کے مدعی ہونے میں کیا اشتباہ ہے؟ پہلے مقدمے کا ثبوت یہ ہے کہ رسالت کے مفہوم لغوی اور ان آیات واحادیث میں غور کرنے سے جن میں انبیاء علیہم السلام کے اوصاف اور حالات بیان ہوئے ہیں بخوبی معلوم ہوتا ہے اور دوسرا مقدمہ یوں ثابت ہے کہ مؤلف براہین کو من جانب اللہ قطعی اور یقینی طریق سے اپنے منزل علیہ ہونے کا تو صریح دعویٰ ہی ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ مضامین علی العموم واجب التبلیغ بھی ہیں۔ اس پر یہ الہامی فقرے (مصنوعی) شاہد ہیں۔ ”**واتل علیهم .... ماا وحی الیک من ربک .... قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الهکم اله واحد......... قل ان کنتم تحبون اللّٰه فاتبعونی یحببکم اللّٰه.......... قل عندی شهادة من اللّٰه فهل انتم مومنون**“ اس پچھلے فقرے (مصنوعی) کی تشریح میں مؤلف براہین نے لکھا ہے کہ ”میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان نہیں لائے یعنی خدائے تعالیٰ کی تائیدات کرنا اور اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دعاؤں کو قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور معارف اور حقائق الٰہیہ سے اطلاع بخشنا۔ یہ سب خدا کی شہادت ہے۔ جس کو قبول کرنا ایمانداروں کا فرض ہے۔“ انتہیٰ۔ اس بیان میں مؤلف براہین نے اور لوگوں پر بھی اپنے الہامات کے حجت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے کہ اگر ان کا کرنا ایمانداروں پر حجت نہ ہو تو ان کو قبول کرنا ایمانداروں پر فرض کیوں ہو۔ کیا غیر حجت کا بھی قبول کرنا ایمانداروں کا فرض ہوتا ہے؟ اس بیان سے مدعی نبوت ہونے کے الزام کی پہلی دلیل تمام ہوئی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ مؤلف براہین نے اپنے بنائے

ہوئے الہامی فقرے **جری اللّٰه فی حلل الانبیاء** کی تشریح میں لکھا ہے کہ ”اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب ارشاد وہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حلّہ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے“ انتہیٰ اس لئے کہ جب منصب ارشاد وہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونا حلّہ انبیاء ہوا تو جو شخص اپنے سے اس منصب شریف کے حصول کا مدعی ہو اس کے مدعی نبوت ہونے میں کیا کلام ہے۔ رہا یہ فقرہ کہ غیر نبی کو بطور مستعار ملتا ہے۔ اس کا مطلب کما حقہ ذہن نشین نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ غیر نبی کو کسی دوسرے نبی کی اتباع کے ذریعے سے یہ منصب حاصل ہوتا ہے اور نبی کو بلاتوسط اتباع دوسرے کے، یا یہ کہ نبی بعد حصول منصب مذکور دوسرے نبی کا تابع نہیں رہتا اور غیر نبی بعد حصول منصب مذکور بھی کسی نبی کا تابع رہتا ہے تو یہ تفریق غلط ہے۔ اس لئے کہ نبی کے نبی ہونے میں نبوت سے پہلے یا نبوت سے بعد دوسرے نبی کا تابع نہ ہونا لغت یا شرع سے مفہوم نہیں ہوتا بلکہ بہت سے انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام موسوی شریعت کے تابع تھے اور خود جناب رسول مقبول ﷺ کو جابجا اتباع ابراہیم علیہ السلام کا ارشاد ہوتا ہے بلکہ مؤلف براہین تو عیسیٰ علیہ السلام کو بھی موسوی شریعت کا خادم اور تابع قرار دیتے ہیں اور جو یہ غرض ہے کہ نبی سے یہ منصب مسلوب نہیں ہوسکتا اور غیر نبی سے مسلوب ہوسکتا ہے۔ پس یہ تفریق بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ نبوت کی حقیقت میں یہ شرط بھی لغتاً یا شرعاً مفہوم نہیں ہوتی بلکہ بعض آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ خود انبیاء علیہم السلام سے بھی اس منصب شریف کا مسلوب ہوسکنا مقدور جناب ایزدی ہے۔ گو اس امر کا وقوع نہیں ہوتا۔ **اللّٰه اعلم حیث یجعل رسالته** اور جو یہ غرض ہے کہ غیر نبی وحی کی تصدیق یا اس پر عمل کرنے میں شریعت پر عرض کا

کرنے کا محتاج ہے اور نبی کو اس عرض کی حاجت نہیں تو اس سے کیا لازم آیا کہ غیر نبی کے وحی یا الہام قطعی اور یقینی نہ ہو۔ اولاً اس لئے کہ شریعت کا اس لئے اتباع ضروری ہے کہ وہ من جانب اللہ ہے جس کا من جانب اللہ ہونا بھی بالواسطہ معلوم ہوتا ہے اور جب اس غیر نبی کو بھی اپنی وحی کے من جانب اللہ ہونے کا بلاتوسط ظاہری قطعی اور یقینی طریق سے انکشاف تام ہو گیا تو اب اس کو اپنی وحی کی تصدیق یا اس پر عمل کرنے میں عرض شریعت کی حاجت کیا ہے؟ ثانیاً اس لئے کہ احکام شرعیہ کا جزو اعظم احادیث صحیحہ ظنی الثبوت اور آیات قرآنیہ ظنی الدلالۃ سے ثابت ہوا ہے۔ پس چاہئے کہ بالخصوص ان احکام پر عرض کرنے کے ملہم غیر نبی کو اصلاً ضرورت نہ ہو کیا یقینی الثبوت الدلالۃ کا عملاً یا اعتقاداً تسلیم کرنا کسی ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کی شہادت پر موقوف ہو سکتا ہے بلکہ اور صورت عرض پر تقدیر تخالف اس حدیث صحیح اور اس آیت کے مدلول ظاہری کو ملہم غیر نبی کے حق میں ترک کرنا ضروری ہو۔ اس لئے کہ یقینی الثبوت والدلالۃ کے مقابل میں ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا۔ اس مقام میں یہ کہنا کہ نہ الہام قطعی شریعت کے مخالف ہوتا ہی نہیں غلط ہے اس لئے کہ الہام قطعی کا واقع نہ ہونا تو بے شک مسلم ہے۔ لیکن مذکورہ بالا احادیث سے جن کے موضوع اور خلاف واقع ہونے کا بھی احتمال ہے الہام قطعی کا مخالف نہ ہو سکنا غیر مسلم و من یدعی فعلیہ البیان اور جو مذکورۃ الصدر فقرہ سے یہ غرض ہے ہی کہ نبی کو اپنے الہام کے فہم مطلب میں اشتباہ اور التباس نہیں ہوتا۔ برخلاف غیر نبی کے کہ اس کو اپنی وحی کے فہم مضمون میں اشتباہ اور التباس رہتا ہے تو یہ توجیہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ جب اس وحی کے معانی خود منزل علیہ پر مشتبہ ہوئے تو اس الہام کے الہام ہدایت یا الہام ضلالت ہونے میں اس کی بھی امتیاز

ہوا اور اس کے من جانب اللہ ہونے کا کیونکر یقین کیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا فقرہ نبی اور غیر نبی میں واقعی اور حقیقی امتیاز نہیں پیدا کرتا۔ صرف عوام کی لغزش کھا جانے کے لئے بڑھا دیا گیا ہے اور اس لئے صریح لفظ نبی یا رسول کے اطلاق سے ہی مؤلف نے کس قدر احتیاط کی ہے۔ ورنہ خواص نبوت یا رسالت کے اپنے لئے ثابت کرنے میں میری رائے میں کوئی فروگذاشت نہیں کی ہے۔ هذا مایحظر بالبال واللّٰه اعلم بحقیقة الحال رقمه العبد الضعیف المفتی محمد عبداللّٰه عفاء اللّٰه عنه المدرس الاول بالمدرسة العالیة فی لاهور

مشہور علماء جہلم سے

مولوی نور احمد صاحب ساکن کھائی کوٹلی ضلع جہلم

الہامات صاحب براہین احمدیہ و تاویلات صاحب اشاعۃ السنہ بالکل مخالف شرع اند و مضمون و عبارات رسالہ شریفہ ہذا صحیح بلکہ اصح و ہدایت کنندہ گمراہان براہ حق جزء اللہ سبحانہ مولف خیر الجزء۔ فقیر نور احمد ساکن کھائی کوٹلی جہلم بقلم خود۔

(عرض مصنف)

باسمه سبحانه اس فتویٰ حرمین محترمین زادہم اللہ تعالیٰ حرمۃ سے جمیع اہل اسلام خاص و عام پر بخوبی روشن ہوجائے گا کہ مرزا صاحب کی براہین احمدیہ والی بلند پروازیوں نے ہی ان کو بشہادت مفتیان عرب وعجم دائرہ اسلام سے خارج کردیا ہے۔وہ ہرگز الہام ربانی کے مورد نہیں۔یقیناً القائے شیطان کے مصدر ہیں۔ہر چند فقیر مؤلف کان اللہ لہ نے ابتدائے ۱۳۰۲ھ سے اولاً بذریعہ خط و کتابت ثانیاً بوسیلہ اشتہارات بہت کوشش کی کہ مرزا مناظرہ سے تحقیق حق کرکے اسلام میں رخنہ اندازی سے باز آجائیں۔مولوی محمد حسین بٹالوی کی تائید پر غرہ نہ ہوجائیں۔مگر بقضائے الٰہی موثر نہ ہوا۔تب فقیر نے رسالہ مرقومہ بالا ۱۳۰۳ھ میں حرمین شریفین زادہما اللہ میں بھیج کر فتویٰ لیا۔۱۳۰۵ہجری میں جب یہ فتویٰ آیا تب راقم نے امرتسر جاکر مرزا صاحب کے دوستوں کو دکھلایا اور ان کی معرفت مرزا صاحب کو بلوایا کہ وہ بچشم خود اس کو ملاحظہ کرکے تائب ہوجائیں تو اس کو شائع کرنے میں تاخیر کی شاید مرزا صاحب روبراہ ہوجائیں ۔ پھر مرزا صاحب نے جب ضروری اشتہار ۲۶مارچ ۱۸۹۱ء میں اپنے مثیل مسیح ہونے کے دعویٰ میں کئی علماء دین سے مباحثہ کے واسطے ان کے نام درج کئے اور اخیر میں فقیر کا نام بھی تحریر کیا تو اس کے جواب میں فقیر نے رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ میں دو ورقہ اشتہار شائع کرکے مختصر حال اس فتویٰ کا اور اپنی مستعدی مناظرہ کے لئے ظاہر کی اور ادعائے مثیل مسیح کو بھی باطل کیا۔ان کی طرف سے اس کا جواب نہ آیا بعدازاں رمضان شریف ۱۳۱۰ہجری میں حافظ محمد یوسف ضلعدار نے مرزا صاحب یا ان کے نائب سے مناظرہ کے واسطے تحریک کی فقیر نے تحریر کردی کہ میں حاضر ہوں۔تاریخ مقررہ پر نہ مرزا صاحب آیا نہ کوئی نائب ان کا مختارنامہ لے کر آیا۔برعکس

محمد احسن امروہی نے فقیر کے فرار کا اشتہار بنام اتمام الحجه شائع کردیا۔اس کے جواب میں ایک مدرسہ قصور نے اولاً اس کی تبکیت میں اشتہار شائع کیا۔ثانیاً فقیر نے ۱۳۱۱ہجری میں دوسرا اشتہار چھپوا دیا۔جس کا حاصل یہ تھا کہ مرزا صاحب کی پہلی رخنہ اندازی اسلام کے علاوہ جس پر حرمین مکرمین زادہما اللہ تعظیما سے ان کے بارہ میں فتویٰ آچکا ہے جوانہوں نے دعویٰ مخترعہ مسیحیت میں رسالہ فتح الاسلام و توضیح المرام، ازالہ اوہام شائع کئے ہیں ان میں نبوت و رسالت کا کھلا کھلا دعویٰ کردیا ہے۔جس سے مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے ان کے مؤید اور ثناخواں بھی ان کے سخت مخالف ہوکر وا شگاف اور صاف صاف ان کی تکفیر کررہے ہیں اور مرزا صاحب اور محمد احسن امروہی جیسے ان کے مریدوں کو ذرہ بھی غیرت نہیں کہ مجمع علماء میں اپنی بریت ظاہر دکھائیں۔صرف دھوکہ بازیوں سے کام چلا رہے ہیں ۔ان کی طرف سے جب اس کا جواب بھی کچھ نہ ملا تو فقیر نے اخیر صفر ۱۳۱۱ہجری میں اور اشتہار جاری کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اب مرزا صاحب کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہوکر وہ فتویٰ حرمین شریفین شائع کیا جاتا ہے۔جس سے مرزا صاحب کی ضلالت و بطالت ظاہر ہوجائے گی۔اور نیز ان کے پچھلے رسالوں کے نمبر صفحہ کے حوالوں سے درج کیا گیا۔چنانچہ ۱۸ توضیح المرام اور صفحہ ۱۹۲، ۱۹۷، ۶۸۷، ۶۹۷ رسالہ ازالہ اوہام سے صاف صاف ان کا دعویٰ نبوت و رسالت متحقق ہے۔پھر حضرت مسیح علیہ السلام کی اکثر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کو غلط لکھا ہے۔۸،۷ صفحہ ازالہ میں دیکھو اور حضرت مسیح و سلیمان علیہما السلام کے معجزوں کو شعبدہ بازی اور بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے درج کیا ہے۔اسی ازالہ کے ص ۳۰۲، میں دیکھو چار سو نبی کو جھوٹا لکھ دیا اور ان کی وحی میں دخل شیطان

ثابت کیا ہے۔اسی ازالہ اوہام کے ص ۶۲۷ سے ۶۲۹ دیکھو اور حضرت مسیح کی وفات کے ادّعا میں قرآن مجید کی آیتوں میں تحریف کر کے کمال دھوکہ دہی کی ہے۔جدول مندرجہ صفحہ ۳۳۰ سے ۳۳۲ میں اسی ازالہ کو دیکھو۔اس اشتہار پر بھی نہ خود مدعی مسیحیت کو، نہ ان کے کسی مرید کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ محض علماء میں اپنی بریت کرتے یا اس کا جواب شافی دیتے۔ سچ ہے الحیاء من الایمان پھر ربیع آخر ۱۳۱۱ ہجری میں جو مرزا صاحب اپنے جدید سسرال کے ہاں چھاؤنی فیروزپور میں آئے تو کئی مسلمانوں نے ان سے دعویٰ مسیحیت کا ثبوت طلب کیا۔اس پر مرزا صاحب نے مختصر تقریر کے بعد جواب دیا کہ کسی عالم کو ہمارے پاس لے آؤ۔ہم ان کی تسلی کر دیں گے۔پھر جلدی سے قادیان کو سدھارے۔دوسری مرتبہ ۱۲ جمادی الاولی کو جب وہاں آئے تو فقیر کو وہاں ان کا دعویٰ نبوت تو ہین انبیاء وغیرہ کے لئے بلایا۔فقیر نے وہاں جا کر ان کی مذکورہ بالا تصانیف سے ان کا دعویٰ نبوت تو ہین انبیاء وغیرہا سب کو دکھلایا۔چنانچہ ان کے نتیجے میں آیا۔اس پر انہوں نے مرزا صاحب سے فقیر کے ساتھ تقریر کرنے کی درخواست کی جس پر جواب ملا ہم کو الہام ہوا ہے کہ مولویوں سے مباحثہ نہ کریں تب لوگوں نے کہا کہ آپ کے کہنے سے ہم نے بلوایا تھا۔آخر بعد تکرار بسیار مرزا صاحب نے بذات خود مناظرہ سے اور اپنے شاگرد و مرید حکیم نورالدین و محمد احسن امروہی سے بھی درمیان میں بیٹھ کر مباحثہ کرنے سے انکار کیا۔اس پر چھاؤنی فیروزپور کے پچیس معتبر اہل اسلام کی شہادت سے مطبع صدیقی فیروزپور میں اشتہار شائع ہوا کہ واقعی مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں اور انبیاء کرام کے توہین کنندہ اور جواب دینے سے صریح گریز ہے۔اس پر جب ان کے سخت مخلص حافظ محمد یوسف مذکور کو یہ شکست فاش ناگوار معلوم ہوئی تو پھر وہاں جا کر دوسری مرتبہ مرزا صاحب کو مناظرہ میں شامل ہونے کے لئے آمادہ کیا اور امرتسر سے بنام مولوی محمد احسن امروہی اشتہار جاری کیا کہ مکفرین مرزا صاحب دسمبر کی تعطیلوں میں لاہور آ کر مناظرہ کریں۔میں مشتہر یا حکیم نورالدین مناظرہ کریں گے۔اس پر فقیر نے مرزا صاحب سے اقرار تحریری شمول جلسہ مناظرے کا بذریعہ خط رجسٹری لے کر دو روز قبل از تاریخ مقررہ وارد لاہور ہو کر دس دن برابر لاہور میں رہا۔نہ مرزا صاحب آئے نہ دونوں مناظر حاضر پائے۔حکیم نورالدین و برہان الدین مناظرہ کو آئے۔ان سے کہا گیا کہ آپ مرزا قادیانی کا مختار نامہ لے آئیں۔فقیر حاضر ہے۔پھر آج تک ان کی طرف سے صدائے برنخاست۔

اب اللہ تعالیٰ سے سرخرو ہونے کو یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے۔عنقریب اس کا دوسرا حصہ فتح اسلام و توضیح المرام و ازالۃ الاوہام کی بعض سخت قباحتوں کی تردید جن کا ذکر اوپر گزرا ہے شائع ہوگا۔وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

المرقوم ۱۸ صفر ۱۳۱۲ھ

محمد ابو عبدالرحمٰن فقیر غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری